ماہنامہ

صدائے علم

ماہ رمضان المبارک ۱۴۴۷ ھ فروری ۲۰۲۶

شمارہ ۱۴

جلد ۱

نگراں

مولانا سید غلام رضا زیدی

ایڈیٹر

سید محسن رضا واسطی

جامعہ بیت العلم پھندیڑی سادات کا ترجمان

ماہ رمضان المبارک 1447 فروری 2026

نگراں: مولانا سید غلام رضا زیدی

ایڈیٹر: سید محسن رضا واسطی

جوائنٹ ایڈیٹر: مرزا اظہر عباس سالکھنوی

معاونین

مولانا شر ر نقوی لکھنوی

مولانا عرفان علی سالکھنوی

مولانا اسد رضا میر جریلی

ڈاکٹر سید منہال رضا زیدی

مولانا ذیشان حیدر سیتھل

مولانا اکرم علی زیدی سیتھل

فہرست مضامین

ادار یہ 3

شہید محراب کی زندگی کا آخری ورق 5

عالی جناب مولانا سید حسین اختر رضوی اعظمی 5

امام حسنؑ مجتبیٰ کی ازواج و اولاد اور داماد 11

مترجم: عالی جناب مولانا جون رضا مبارکپوری 11

امام حسنؑ مجتبیٰ کی متعدد ازواج کی حقیقت 15

رمضان المبارک اور فلسفہ جوع 18

عالی جناب مولانا سید قاسم رضا رضوی کراروی 18

رمضان روحانیت اور صحت کا الٰہی نظام 22

قرآن، معارف اہلِ بیتؑ اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں 22

عالی جناب مولانا سید رضی حیدر پھندیڑوی مقیم دہلی 22

اعمال مشترک ماہ رمضان 26

ماہِ رمضان المبارک کہ ہر دن کی دعا 29

منقبت 37

عالی جناب مولانا شہزادا صغیر نجفی پھندیڈوی 37

ماہنامہ صدائے علم میں شائع ہونے والے کسی بھی مواد و مطالب سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے (ادارہ)

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اداریہ

رمضان المبارک: تجلیِ نور، انضباطِ نفس اور تجدید عہد کا موسمِ گل

رمضان المبارک محض کیلنڈر کی تاریخوں کا تغیر نہیں، بلکہ وقت کے تلاطم خیز بہاؤ میں ایک ایساپُر سکون ٹھہراؤ ہے جو اضطرابِ قلب کو قرار اور روحِ مضمحل کو تازگیِ نو عطا کرتا ہے۔ یہ ایام و لیالی کا کوئی روایتی مجموعہ نہیں، بلکہ ایک ایسا روحانی "موسمِ بہار" ہے جس میں مومن اپنے باطن کی بنجر زمین کو اشکِ ندامت سے نم کر کے ہدایت کے بیج بوتا ہے۔ ماہِ شعبان کی خاموش تربیت کے بعد، جب رمضان کا ہلال طلوع ہوتا ہے، تو یہ انسان کو خود احتسابی کی دہلیز پر کھڑا کر کے مجاہدۂ نفس اور قربِ الٰہی کے ایک درخشاں سفر پر گامزن کر دیتا ہے۔

قرآن شعور کی بیداری کا ضیا بار عنوان: یہ وہی بخت بیدار مہینہ ہے جس کی آغوش میں قرآنِ کریم جیسی لازوال نعمت نازل ہوئی۔ کلامِ الٰہی کی تلاوت سے نہ صرف ساعتیں معطر ہوتی ہیں، بلکہ یہ ہمارے شعورِ انسانی کو خوابِ غفلت سے بیدار کر کے زندگی کو ایک جلی مقصد عطا کرتا ہے۔ رمضان ہمیں دعوت دیتا ہے کہ ہم قرآن کے ساتھ صرف "حرف و صوت" کا نہیں، بلکہ "فہم و عمل" کا رشتہ استوار کریں۔ جب فکرِ انسانی وحی کے نور سے ہم آہنگ ہوتی ہے، تو زندگی کا اندھیرا چھٹ جاتا ہے اور قلبِ مومن نورِ معرفت سے منور ہو جاتا ہے۔

رمضان: انضباطِ نفس کا استعارہ: رمضان دراصل ایک "اخلاقی تربیت گاہ" ہے جہاں خواہشات پر اختیار، زبان پر پہرہ اور نگاہوں کی پاکیزگی کا سبق پڑھایا جاتا ہے۔ روزہ صرف پیٹ کی بھوک کا نام نہیں، بلکہ یہ انسانی انا اور غرور کے بتوں کو پاش پاش کرنے کا عمل ہے۔ یہ مبارک مہینہ شعور عطا کرتا ہے کہ اصل قوت "تسخیرِ کائنات" میں نہیں بلکہ "تسخیرِ نفس" میں ہے؛ اور حقیقی آزادی خواہشات کی غلامی سے نجات پانے کا نام ہے۔ یہی وہ درسِ خودی ہے جو فرد کی اصلاح سے شروع ہو کر ایک صالح معاشرے کی تشکیل پر منتج ہوتا ہے۔

شبِ قدر زمان و مکان سے پرے ایک لمحۂ ابد: شبِ قدر اس ماہِ مقدس کا حاصل اور اس کی روح ہے۔ ایک ایسی شب جو زمان و مکان کی مروجہ حدود سے ماورا ہو کر بندۂ خاکی کو عرشِ بریں سے جوڑ دیتی ہے۔ اس رات کی پر کیف خاموشی میں ندامت کے دو آنسو برسوں کی غفلت کو دھو ڈالنے کی تاثیر رکھتے ہیں۔ یہی وہ ساعتِ سعید ہے جب بندہ اپنے خالق سے عہدِ وفا استوار کرتا ہے اور اپنی زندگی کی کشتی کو ایک نئے اور تابناک رخ پر ڈال دیتا ہے۔

ذکر و فکر کی تاثیر اور فیضانِ مصطفوی ﷺ

رمضان میں دعا کی گداختگی، استغفار کی تڑپ اور درودِ پاک کی مہک روح کو بالیدگی بخشتی ہے۔ یہ وہ ساعتیں ہیں جب آسمان کے دریچے سائلوں کے لیے واکر دیے جاتے ہیں۔ سرورِ کائنات ﷺ پر ہدیہً درود و سلام پیش کرنا نہ صرف اعمال کی قبولیت کی ضمانت ہے، بلکہ یہ عمل انسان کو رحمتِ مصطفوی ﷺ کے حصارِ عافیت میں لے آتا ہے، جہاں سکونِ قلب کی بے بہا دولت میسر آتی ہے۔

اجتماعی ہم آہنگی اور اخوت کا درس: انفرادی فیوضات کے ساتھ ساتھ رمضان مساوات اور ہمدردی کا عالمی پیغامبر بن کر آتا ہے۔ افطار کے دسترخوان پر جب امیر و غریب ایک ہی صف میں بیٹھتے ہیں، تو طبقاتی تفاخر کے تمام بت زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ بھوک کا احساس انسان کو دوسرے کے دکھ سے آشنا کرتا ہے۔ اگر اس مہینے میں رنجشیں ختم ہو جائیں، عفو و درگزر کو شیوہ بنا لیا جائے اور خدمتِ خلق کو زندگی کا شعار بنا لیا جائے، تو یہ مہینہ پورے معاشرے کا نقشہ بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

حرفِ آخر: محض رسم نہیں، حقیقتِ بندگی: رمضان المبارک دراصل اپنے رب، اپنے ضمیر اور اپنی سماجی ذمہ داریوں سے "تجدیدِ عہد" کا نام ہے۔ آیئے! اس بار ہم اس مقدس مہینے کو صرف رسمِ شب بیداری اور روایتی عبادات تک محدود نہ رکھیں، بلکہ اسے فکر کی بالیدگی، کردار کی تطہیر اور اپنی زندگی کی از سرِ نو تشکیل کا ذریعہ بنائیں۔

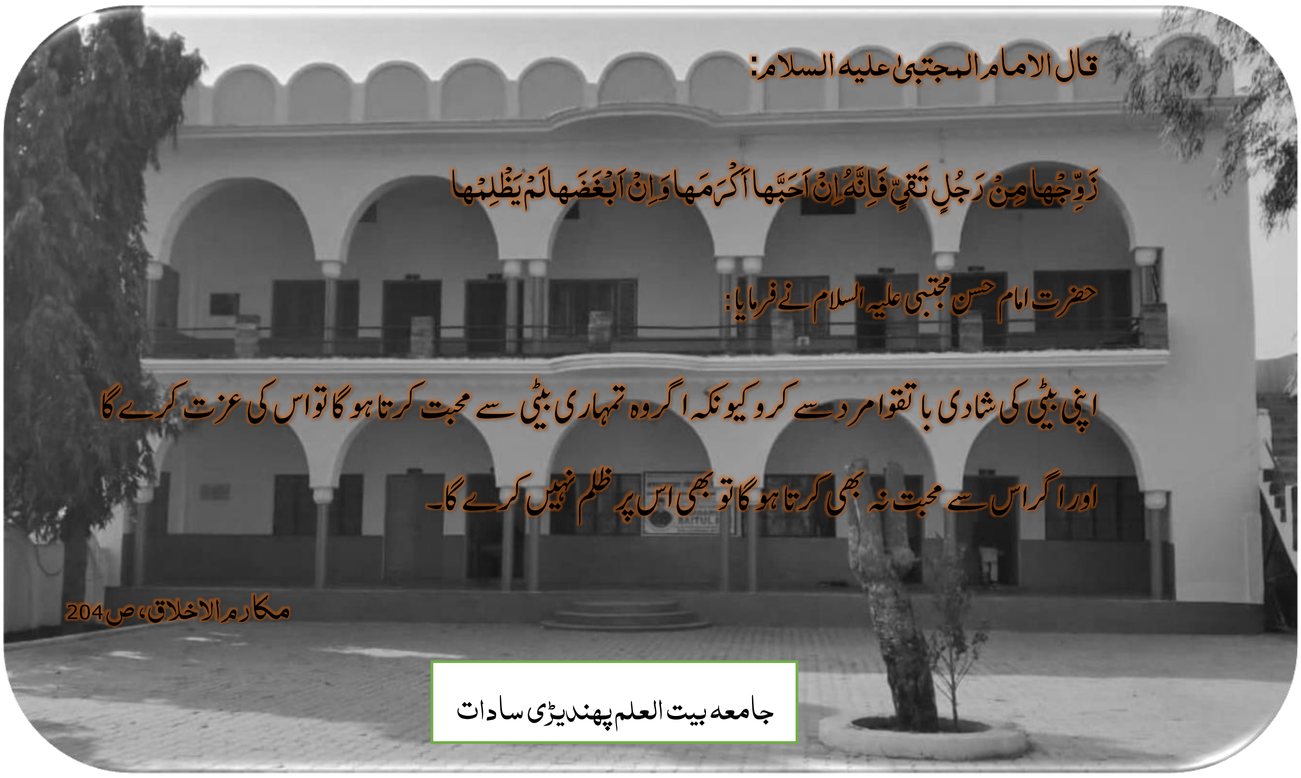

شہید محراب کی زندگی کا آخری ورق

عالی جناب مولانا سید حسین اختر رضوی اعظمی

سحر عالمی نیٹ ورک تہران ایران

جنگ نہروان ختم ہوئی اور حضرت علی علیہ السلام کوفہ واپس تشریف لائے مگر خوارج میں سے کچھ افراد کہ جنھوں نے نہروان میں توبہ کیا تھا دوبارہ مخالفت شروع کردی اور فتنہ و فساد برپا کرنے میں مصروف ہوگئے جن میں سے کچھ لوگ قتل ہوئے تو کچھ لوگ زخمی ہوگئے اور کچھ فرار کرگئے اور انہیں بھاگنے والوں میں سے ایک عبدالرحمٰن بن ملجم تھا جو قبیلہ مراد کا رہنے والا تھا اور مکہ بھاگ گیا تھا، بھاگنے والے خوارج نے مکہ مکرمہ کو اپنا جنگی مرکز بنایا اور ان میں سے تین لوگ عبدالرحمٰن ابن ملجم مرادی، برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمر بن بکر تمیمی ایک رات ایک مقام پر جمع ہوئے اور اس دن ہونے والی آپسی جنگ اور خونریزی کے بارے میں جستجو کرنے لگے اور نہروان اور اس میں زخمی ہونے والوں کا تذکرہ کیا اور پھر یہ طے پایا کہ اس خونریزی اور آپسی جنگ کا سبب علی علیہ السلام، معاویہ اور عمروعاص ہیں اور اگر یہ تینوں آدمی ختم ہوجائیں تو مسلمان اپنی اپنی ذمہ داریوں کو خود جان لیں گے اور اپنی خواہش اور ارادے سے خلیفہ چن لیں گے پھر ان تینوں نے آپس میں معاہدہ کیا اور قسم کھا کر اپنے ارادے کو مستحکم کیا کہ اس میں سے ہر ایک فرد ان تینوں میں سے ایک ایک شخص کو قتل کرے گا، ابن ملجم نے علی علیہ السلام کو قتل کرنے کا عہد کیا عمر بن بکر نے عمروعاص کو مارنے کا ذمہ لیا اور برک بن عبد اللہ نے معاویہ کو قتل کرنے کا عہد کیا۔ (1)

اس مذموم سازش کا نقشہ خفیہ طور پر مکہ مکرمہ میں تیار کیا گیا اور طے پایا کہ تینوں اپنے مقصد کو ایک ہی دن انجام دیں گے اس لئے رمضان المبارک کی انیسویں کی رات معین کی گئی اور ہر شخص اپنا کام انجام دینے کے لئے اپنے اپنے مورد نظر شہر گیا عمر بن بکر عمروعاص کو قتل کرنے کے لئے مصر گیا اور برک بن عبد اللہ معاویہ کو قتل کرنے کے لئے شام گیا اور ابن ملجم بھی مولائے متقیان کو قتل کرنے کے ارادے سے کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔

برک بن عبد اللہ شام پہنچا اور معین شدہ رات میں مسجد گیا اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوگیا اور جب معاویہ سجدے میں گیا تو اس نے تلوار سے حملہ کیا لیکن خوف و ہراس کی وجہ سے نشانہ چوک گیا اور تلوار خطا کرگئی اور سر کے بجائے معاویہ کی ران پر ضرب لگی اور معاویہ شدید زخمی ہوگیا لوگ اسے فوراً گھر میں لائے اور بستر پر لٹادیا جب حملہ کرنے والے کو اس کے سامنے حاضر کیا تو معاویہ نے اس سے پوچھا تمہیں اس کام کے انجام دینے کی جرأت کیسے ہوئی؟ اس نے کہا اگر امیر مجھے معاف کریں تو ایک خوشخبری دوں معاویہ نے کہا تیری خوشخبری کیا ہے؟ برک بن عبد اللہ نے کہا اے امیر علی بن ابی طالب کو آج ہی ہمارے ایک ساتھی نے قتل کردیا ہے اور اگر یقین نہ ہو تو مجھے قید کردیں

یہاں تک کہ صحیح خبر آپ تک پہنچ جائے اور اگر علی قتل نہ ہوئے تو میں عہد کرتا ہوں کہ میں وہاں جا کرانہیں قتل کر دوں اور پھر تمہارے پاس واپس آ جاؤں، معاویہ نے اسے علی علیہ السلام کے قتل کی خبر آنے تک اپنے پاس قید میں رکھا اور جب خبر کی تصدیق ہو گئی تو اسے آزاد کر دیا جب کہ ایک دوسرے قول کے بناء پر اسی وقت اسے قتل کرا دیا۔(2)

جب حکیموں نے معاویہ کے زخم کا معائنہ کیا تو کہا کہ اگر امیر اولاد کی خواہش نہ رکھتے ہوں تو دوا کے ذریعے علاج ہو سکتا ہے ورنہ پھر زخم کو آگ میں گرم کرنا پڑے گا معاویہ آگ سے گرم کرنے کی بات کو سن کر ڈر گیا اور نسل کے منقطع ہونے پر راضی ہو گیا اور کہا یزید اور عبد اللہ میرے لئے کافی ہیں۔(3) عمرو بن بکر بھی اسی رات مصر کی مسجد میں گیا اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا مگر اس دن عمرو عاص کو زبردست بخار آ گیا تھا اور کمزوری اور سستی کی وجہ سے مسجد میں نہیں جا سکا اور اپنی جگہ خارجہ بن حنیفہ کو نماز پڑھانے کے لئے مسجد بھیج دیا اور عمر بن بکر نے عمرو عاص کے بجائے اسے قتل کر دیا اور جب حقیقت معلوم ہوئی تو کہا: أردتُ عمرواً وأرادَ الله خارِجَة: یعنی میں نے عمرو عاص کو قتل کرنا چاہا تھا اور خدا نے خارجہ کو قتل کرانا چاہا۔

ادھر عبد الرحمٰن بن ملجم مرادی بیس شعبان سن چالیس ہجری کو کوفہ پہنچا اور جب حضرت علی علیہ السلام کو اس شقی کے آنے کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا "وہ آ گیا" اب اس چیز کے علاوہ مجھ پر کوئی چیز باقی نہیں ہے اور اب اس کا وقت بھی آ گیا ہے۔ابن ملجم اشعث بن قیس کے گھر میں سکونت پذیر ہوا اور ایک مہینہ تک اس کے گھر میں رہا اور روزانہ اپنی تلوار کو تیز کرتا تھا(4) وہاں پہنچنے کے بعد ایک دن اس کی ملاقات قطامہ نامی لڑکی سے ہوئی کہ جو خود خوارج میں سے تھی اسے دیکھتے ہی اس کے حسن و جمال کا دیوانہ ہو گیا، مشہور مورخ مسعودی کے نقل کرنے کے مطابق قطامہ، ابن ملجم کی چچازاد بہن تھی اور اس کے باپ اور دو بھائی جنگ نہروان میں مارے گئے تھے، قطامہ کوفہ کی سب سے خوبصورت لڑکی تھی جب ابن ملجم نے اسے دیکھا تو اپنے تمام ہدف کو بھول گیا اور اس سے شادی کی خواہش ظاہر کی۔(5) قطامہ نے کہا: اے ابن ملجم میں تمہیں پوری رغبت و خواہش سے اپنا شوہر قبول کر لوں گی مگر شرط یہ ہے کہ میری مہر کو میری خواہش کے اعتبار سے قرار دو، عبد الرحمٰن نے کہا اے قطامہ بتا کہ تیرا مقصد کیا ہے؟

قطامہ نے جب عاشق کو سر تسلیم خم کرتے ہوئے پایا تو مہر کو اور بھی سنگین کر دیا اور کہا میری مہر تین ہزار درہم، ایک غلام، ایک کنیز اور علی ابن ابی طالب کا قتل ہے، ابن ملجم نے کہا: میں تصور نہیں کر سکتا کہ تم مجھے چاہو اور پھر مجھ سے علی کے قتل کرنے کی درخواست کرو۔ قطامہ نے کہا: تو کوشش کر اور اس سے غافل ہو جا اور اس صورت میں اگر تو نے انہیں قتل کر دیا تو ہم دونوں ان سے اپنا بدلہ بھی لے لیں گے اور پھر ہنسی خوشی ایک ساتھ زندگی کے شب و روز بسر کریں گے اور اگر اس راہ میں تو مارا گیا تو خدا نے آخرت کے لئے جو ثواب تیرے لئے ذخیرہ کیا ہے وہ اس دنیا کی نعمتوں سے بہت زیادہ بہتر اور پایدار ہے۔ابن ملجم نے قطامہ کا جواب دیتے ہوئے کہا: تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ میں صرف اسی کام کے لئے کوفہ آیا ہوں(6)

امیر کائنات حضرت علی علیہ السلام اس سال رمضان المبارک میں لوگوں کو مسلسل اپنی شہادت کی خبر دے رہے تھے یہاں تک کہ رمضان المبارک کے وسط میں جب آپ منبر پر تشریف فرما وعظ و نصیحت کرنے میں مشغول تھے اس وقت بھی آپ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا تھا: ایک شقی وبدترین دشمن ان بالوں کو میرے سر کے خون سے رنگین کرے گا۔

آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو ماہ مبارک رمضان آگیا ہے جو کہ تمام مہینوں کا سردار ہے، اس مہینے میں حکومت کے حالات بدل جائیں گے آگاہ ہو جاؤ کہ تم اس سال (بغیر امیر) کے ایک ہی صف میں حج کروگے اور اس کی علامت یہ ہے کہ میں تم لوگوں کے درمیان نہ ہوؤں گا(7)۔آپ کے اصحاب نے عرض کیا: مولا اس کلام کے ذریعے ہمیں اپنی موت کی خبر دے رہے ہیں۔(8)

یہی وجہ ہے کہ امام علیہ السلام اپنی عمر کے آخری ایام میں روزانہ رات کو اپنے بچوں میں سے کسی ایک کے گھر تشریف لے جاتے تھے، کسی رات امام حسن علیہ السلام کے پاس تو کبھی امام حسین علیہ السلام کے گھر اور کبھی اپنے داماد عبداللہ بن جعفر یعنی جناب زینب کبری سلام اللہ علیہا کے گھر افطار کرتے تھے اور کبھی بھی تین لقموں سے زیادہ کھانا تناول نہیں فرماتے تھے آپ کے فرزندوں میں سے ایک نے کم غذا تناول کرنے کا سبب پوچھا تو امام علیہ السلام نے فرمایا: خدا کا فرمان آرہا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میرا پیٹ خالی ہو اور اب ایک یا دو رات سے زیادہ باقی نہیں ہے اور اسی رات آپ کے سر اقدس پر ضربت لگی۔(9)

شب انیسویں رمضان آپ افطار کے لئے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیہا کے مہمان تھے،افطار کے وقت آپ نے تین لقمہ غذا تناول فرمایا اور پھر عبادت میں مشغول ہوگئے اور شام سے صبح تک بہت ہی مضطرب وبے چین تھے کبھی آسمان کی طرف نظر کرتے اور ستاروں کی گردش کو دیکھتے تھے اور طلوع فجر جتنا نزدیک ہوتی تھی اضطراب اور بے چینی میں اضافہ ہوتا جارہا تھا اور فرماتے تھے کہ خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ وہ دشمن جس نے مجھے خبر دیا ہے اس نے جھوٹ کہا ہے بے شک یہی وہ رات ہے کہ جس میں میری شہادت کا وعدہ دیا گیا ہے۔(10)

جی ہاں یہ وعدہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دیا تھا۔ خود مولائے متقیان حضرت علی علیہ السلام نقل کرتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان المبارک کی اہمیت و فضیلت کے بارے میں خطبہ ارشاد فرمایا اور پھر خطبہ کے آخر میں رونے لگے میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ رو کیوں رہے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس مہینے میں جو واقعہ تمہارے ساتھ پیش آئے گا اسی کو یاد کرکے رو رہا ہوں۔"کاَنِّی بِکَ وأنتَ تُصَلّی لرَبَّکَ وَقدِ انبَعثَ اَشقَی الاولین والاخرِینَ شقیق عاقِرِناقَةِ ثَمُودَ فَضَربَکَ ضَربَةً علی فَرقِکَ فَخضَّبَ منِها لِیحیتَکَ(11) یعنی میں دیکھ رہا ہوں کہ تم نماز میں مشغول ہو اور دنیا کا سب سے شقی اور بدبخت ترین آدمی ناقہ ثمود کے مارنے کی طرح کھڑا ہوگا اور تمہارے سر پر ضربت مارے گا اور تمہاری داڑھی کو خون سے رنگین کرے گا۔

بالآخر کرب وبے چینی کی وہ رات ختم ہوئی اور حضرت علی علیہ السلام سحر کی تاریکی میں نماز صبح ادا کرنے کے لئے مسجد کی طرف تشریف لے گئے گھر میں جو مرغابیاں پلی تھیں انہوں نے آپ کا راستہ روکا اور دامن پکڑ لیا بیٹی نے چاہا کہ ان سب کو دور کردیں مگر آپ نے فرمایا: " دَعُوْهُنَّ فَاِنَّهُنَّ صَوائِحُ تَتْبَعُهٰا نَوائِحُ " یعنی انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ وہ فریاد کر رہی ہیں اور مسلسل نوحہ وبکا کر رہی ہیں۔(12)

اس کے بعد آپ نے اپنے کمربند کو موت کے لئے محکم باندھا اور ان اشعار کو پڑھتے ہوئے مسجد کی سمت روانہ ہوئے "اپنے کمر کو مضبوطی سے باندھ لو کیونکہ موت تم سے ضرور ملاقات کرے گی اور جب موت تمہارے قریب آئے تو اس سے فریاد اور چیخ وپکار نہ کرو۔(13) امیر کائنات فاتح خیبر جانشین پیغمبر مسجد میں داخل ہوئے اور محراب عبادت میں نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور تکبیرۃ الاحرام کہا اور پھر قرأت کے بعد سجدے میں گئے عین اسی وقت ابن ملجم نے زہر سے بجھی ہوئی تلوار آپ کے سر مبارک پر ماری اور یہ فریاد کئے جا رہا تھا کہ "للّٰہِ الحکم لاٰ لَکَ یاعلی" اور اتفاق کہ یہ ضربت بھی اسی جگہ پر لگی جہاں پہلے عمر بن عبدود نے تلوار ماری تھی۔(14) تلوار کی ضرب پڑتے ہی آپ کا سر پیشانی تک پارہ ہوگیا۔ مولائے کائنات کے سر اقدس سے محراب عبادت میں خون جاری ہوگیا جس نے داڑھی کو خون سے رنگین کر دیا اس وقت آپ نے فرمایا: "فُزْتُ وربِّ الکعبۃ" رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا اس کے بعد آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی "مِنْهٰا خَلَقْنٰاکُم وفِیهٰا نُعِیْدُکمْ ومِنْهٰا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْریٰ" (15) اسی زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اسی میں پلٹا کرلے جائیں گے اور پھر دوبارہ اسی سے نکالیں گے۔"

اس کے بعد امام علیہ السلام نے وصیت کرنا شروع کیا اور اپنے دونوں بیٹوں حسن وحسین علیہما السلام کو مخاطب کرتے ہوئے وصیت فرمائی اگر چہ یہ وصیت آپ نے حسنین علیہما السلام سے کیا ہے مگر حقیقت میں رہتی دنیا تک یہ تمام انسانوں کے لئے ہے، اس وصیت کو بعض محدثین اور مورخین نے کہ جو سید رضی علیہ الرحمہ سے پہلے اور ان کے بعد میں تھے سند کے ساتھ نقل کیا ہے لیکن اصل وصیت اس سے زیادہ ہے جسے مرحوم سید رضی علیہ الرحمہ نے نہج البلاغہ مکتوب نمبر سینتالیس کے ذیل میں تحریر کیا ہے۔(اگر قارئین اس وصیت کو تفصیل سے پڑھنے کے خواہشمند ہیں تو حقیر کی کتاب "حضرت علی علیہ السلام کا آخری پیغام" کی طرف رجوع کریں)

اس وصیت نامہ میں امام علیہ السلام نے بعض موضوعات جیسے قرآن، جہاد اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ پر بھرپور توجہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور سب سے آخر میں ارشاد فرمایا:

ألا لاٰ تَقْتُلُنَّ بِیْ اِلی قَاتِلِیْ اُنْظُرُوْا اِذَا أنَا مِتُّ مَنْ ضَرْبَتِهِ هٰذِهِ فَاضْرِبُوْهُ ضَرْبَةً بِضَرْبَةٍ وَلاٰ تُمَثِّلُوْا بِالرَّجُلِ فَاِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُولُ ﷺ اِیاکُمْ الْمُثْلَةَ وَلَوْ بِالْکَلْبِ الْعَقُوْرِ۔(16)"

"خیال رکھو جب قتل کی ضربت سے میری موت واقع ہو جائے تو اسے ایک ضربت کے بدلے ایک ہی ضربت لگانا اور دیکھو اس کی لاش مثلہ نہ کرنا (یعنی ناک، کان وغیرہ نہ کاٹے جائیں) کیونکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "خبردار کسی کی لاش کو مثلہ نہ کرنا اگرچہ کاٹنے والا کتا ہی کیوں نہ ہو۔"

حضرات حسنین علیہما السلام سر جھکائے خاموش بیٹھے ہوئے تھے اور بابا کا غم سے نڈھال حضرت کی روح فرسا گفتگو کو سن رہے تھے، امام علیہ السلام وصیت کرتے کرتے بے ہوش ہوگئے اور جب دوبارہ آنکھ کھولا تو فرمایا: اے حسن میر بات کو غور سے سنو، آج کی شب میری عمر کی آخری رات ہے جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو مجھے اپنے ہاتھوں سے غسل دینا اور کفن پہنانا اور تم خود ہی میرے کفن و دفن کا انتظام کرنا اور میری نماز جنازہ پڑھانا اور رات کی تاریکی میں شہر کوفہ سے دور پوشیدہ طور پر مجھے دفن کرنا تاکہ کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہونے پائے۔

سر اقدس پر ضربت لگنے کے بعد امام علیہ السلام دو دن زندہ رہے اور اکیس رمضان المبارک سنہ چالیس ہجری قمری شب جمعہ ترسٹھ برس کی عمر میں شہید ہوگئے، وصیت کے مطابق امام حسن علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا اور نماز جنازہ پڑھائی اور نماز میں سات تکبیریں کہیں اور پھر فرمایا ﴿مَدَنِيَّةٌ مَدَنِيَّةٌ﴾ اما انّھا لاُ تُكَبِّرُ علىٰ احدٍ بعدہ'' یعنی جان لو کہ علی علیہ السلام کے جنازے کے بعد کسی بھی شخص کے جنازے پر سات تکبیریں نہیں کہی جائیں گی۔

امام علیہ السلام کی شہادت کے بعد حسن بن علی علیہما السلام نے خطبہ ارشاد فرمایا اور خداوند عالم کی حمد و ثنا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا: اَلاٰ انّہ قد مضیٰ فی ھٰذہِ الّلیلۃ رجلً لم یدرکہ الاولون ولن یری مثلہ الاخرون، من کان یقاتل وجبرئیل عن یمینہ و میکائیل عن شمٰالہ واللہ لقد تُوفّی فی اللیلہ الّتی قبض فیھا موسی بن عمران و رفع فیھا عیسی بن مریم وانزل القران، الا وانّہ مٰا خلف صفراء ولاٰ بیضاء الا سبعمائۃ درھمٍ فضّلت من عطائہ أراد ان یبتاع بھا خادماً لاھلہ (17)

"آج کی رات وہ شخص اس دنیا سے گزر گیا جس کی حقیقت تک پہلے والے بھی نہ پہنچے تھے اور آئندہ آنے والے بھی ہر گز اس کے جیسا نہیں دیکھ پائیں گے یہ وہ شخص تھا کہ جب بھی جنگ کرتا تھا تو اس کی داہنی طرف جبرئیل اور بائیں طرف میکائیل رہتے تھے اور اس طرح سے ایک عظیم المرتبت انسان کی نورانی اور معنوی زندگی جس کی ولادت کعبہ میں اور شہادت مسجد میں ہوئی ختم ہوگئی، وہ انسان کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس کی مثال نہ دنیا نے دیکھی اور نہ دیکھ پائے گی نہ جہاد اور ایثار میں اس کا کوئی نظیر تھا اور نہ ہی اس دنیا کے اسرار و رموز اور علم میں اس کی کوئی مثال تھی اور نہ فضائل ہی میں کوئی آپ جیسا تھا یہاں تک کہ آپ کا وجود ہی ایسا تھا کہ کسی بھی شخص کے اندر یہ تمام خصلتیں آ ہی نہیں سکتی تھیں، افسوس کہ ایسے عظیم المرتبت شخص کو دنیا پہچان نہ سکی اور قتل کر دیا افسوس بلکہ ہزاروں افسوس کہ کور

دل افراد نے آپ کی قدر نہ کی اور ہدایت کے ستون کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے منہدم کر دیا اور آپ کے چاہنے والوں کو ہمیشہ کے لئے سوگوار بنا دیا۔ منابع:

1 -مقاتل الطالبین ص 29، الامامۃ والسیاسۃ ج 1 ص 137

2-شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 6 ص 114

3 -مقاتل الطالبین ص 30، شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج 6 ص 113

4 -الاخبار الطوال ص 213، مروج الذہب ج 2 ص 423

5 -الاخبار الطوال ص 214، کشف الغمہ ج 1 ص 582، مقاتل الطالبین ص 37

6 -مروج الذہب ج 2 ص 423، الاخبار الطوال ص 312

7 -ارشاد مفید ص 151، روضۃ الواعظین ج 1 ص 163

8-ارشاد مفید ص 151، روضۃ الواعظین ج 1 ص 163

9 -الارشاد ص 151، روضۃ الواعظین ج 1 ص 164، کشف الغمہ ج 1 ص 581

10 -روضہ الواغطین ج 1 ص 164

11۔ عیون اخبار الرضاؑ ج 2 ص 297

12 -تاریخ یعقوبی ج 2 ص 212، ارشاد ص 652، روضۃ الوعظین ج 1 ص 165، مروج الذہب ج 2 ص 425

13 -مروج الذہب ج 2 ص 429

14 -کشف الغمہ ج 1 ص 548

15 -سورۃ طٰہٰ آیت 55

16 -نہج البلاغہ مکتوب نمبر 47

17-تاریخ یعقوبی ج 2 ص 213

امام حسنؑ مجتبیٰ کی ازواج واولاد اور داماد

مترجم : عالی جناب مولانا جون رضا مبارکپوری

مدرس حوزۃ العلمیۃ الامام السجادؑ، میسور، کرناٹک (جنوب)

آنحضرتؑ کی ازواج، اولاد اور داماد کے سلسلہ میں مختلف معتبر کتابوں میں ذیل کی صورت میں ہمیں تذکرہ ملتا ہے :

۱۔خولہ بنت منظور بن زیاد فزاری :

ان سے ۲؍ ہی فرزند متولد ہوئے جن میں سے ایک کا نام» محمد الاکبر« ہوتا ہے جس کی بنا پر ہی آپ کی کنیت انہی کی نسبت کی بنا پر» ابو محمد« قرار پاتی ہے اور دوسرے فرزند» حسن مثنیٰ« کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔

۲۔ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبد المطلب :

جن کے بطن سے ۴؍ اولاد جس میں ۳؍ بیٹے اور ایک بیٹی متولد ہوئیں جنہیں» محمد الاصغر ، جعفر، حمزہ« اور» فاطمہ« کے ناموں سے پکارتے ہیں۔

۳۔ام بشیر بنت ابو مسعود عقبہ بن عمر انصاری خزرجی :

ان سے ۳؍ فرزند یعنی ۱؍ بیٹا اور ۲؍ بیٹی متولد ہوئے جنہیں» زید« اور» ام الحسن وام الخیر« کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

۴۔جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی :

ابو بکر کی بہن کی بیٹی یعنی بھانجی نیز اشعث بن قیس کندی رشتہ میں ابو بکر کے بہنوئی لگتے ہیں ان سے متولد ہونے والی اولاد ۲؍ ہوتی ہیں جن کا نام» اسماعیل اور یعقوب« تھا۔

۵۔زینب بنت سُبَیع بن عبد اللہ (جُرَیر بن عبد اللہ بجلی کے بھائی)۔

ان کے بطن سے ۱؍ بیٹا ہی متولد ہوتا ہے جن کا نام» عبد اللہ الاصغر« تھا۔

۶۔ام اسحاق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی :

ان سے بھی ۱؍ بیٹا ہی متولد ہوا ہے جن کا نام» طلحہ« رکھا گیا تھا۔

۷۔ کنیز (یعنی ام ولد) بنام قیلہ :

اس کنیز سے ۳، بیٹے» قاسم، عبداللہ اور ابو بکر «(ابو بکر کنیت ہے) نامی متولد ہوتے ہیں نیز یہ تینوں ہی کربلا کے میدان میں امام حسینؑ کی تحریک عاشورا میں درجہ شہادت پر فائز ہوئے۔

۸۔ کنیز یعنی ام ولد ظمیاء :

ان کے بطن سے بھی ۳، اولاد یعنی ۲، بیٹے اور ۱، بیٹی متولد ہوتے ہیں جنہیں » حسین الاثرم، عبدالرحمٰن «اور» ام سلمہ « کے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔

۹۔ ایک کنیز یعنی ام ولد :

ان کے بطن سے بھی ۱، بیٹا ہی جن کا نام » عمرو« ہوتا ہے متولد ہوئے۔

۱۰۔ ایک کنیز یعنی ام ولد بنام صافیہ :

ان کے بطن سے بھی ۱، بیٹی متولد ہوئی ہے جنہیں » ام عبدالرحمٰن یا ام عبداللہ «کہا جاتا ہے اور یہی معظّمہ ام عبدالرحمٰن امام محمد باقرؑ کی مادر گرامی ہوتی ہیں۔

مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں ہمیں اولاد میں بیٹوں کی تعداد ۱۶ قرار پاتی ہے اور بیٹیوں کی تعداد ۵ ہی افراد پر مشتمل اور ۶ ازواج اور ۴ کنیزیں یعنی ام ولد پر خاندان تشکیل پاتا ہے۔

بعض مورخین نے تو آنحضرتؑ کی ازواج میں «ہند اور عائشہ خثعمیہ » کے نام درج کئے ہیں ممکن ہے کہ آنحضرت کی مزید ازواج کی تعداد بھی ہو سکتی ہیں مگر تاریخ کی کتابوں میں بہت زیادہ تلاش و جستجو کے باوجود ہمیں ۱۸، ازواج سے زائد نام نہیں مل سکے۔

بعض ازواج کے نام تو کتابوں میں درج نہیں ہیں مگر صرف «فلاں قبیلہ » کی ایک خاتون کے عنوان سے تذکرہ ملتا ہے۔

ہم انہیں مختصراً ذیل میں تحریر کر رہے ہیں :

۱۔ ہند بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر۔ (قرشی، باقر شریف، حیاۃ الامام الحسنؑ، ۲/۴۶۰. ؛

یا حفصہ (علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۴۴/۱۷۳.)

۲۔ بنی ثقیف کے خاندان کی ایک خاتون۔ (حیاۃ الامام الحسنؑ ۲/۴۶۰؛ بحار الانوار ۴۴/۱۷۳)

۳۔ قبیلہ بنی کلاب کی ایک خاتون

۴۔ ہندبنت سہیل بن عمرو۔ (بحار الانوار ۴۴/ ۱۷۳)

۵۔ علقمہ بن زرارہ کے خاندان کی ایک خاتون۔ (حیاۃالامام الحسنؑ ۲/ ۴۶۰؛ بحار الانوار ۴۴/ ۱۷۳)

۶۔ قبیلہ عمرو بن ابراہیم یا اہیم منقری کی ایک خاتون۔ (حیاۃالامام الحسنؑ ۲/ ۴۶۰؛ بحار الانوار ۴۴/ ۱۷۳)

۷۔ قبیلہ بنی شیبان کے خاندان کے ہمام بن مرہ کی ایک خاتون۔ (خارجی افکار کی بنا پر طلاق دیا)۔ (شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی شافعی ۱۶/ ۲۱؛ زندگانی دوازدہ امام ۱/ ۶۰۲؛ حیاۃالامام الحسنؑ ۲/ ۴۶۰)

۸۔ خولہ بنت منظور بن زیاد فزاری۔ (حسن مثنیٰ کی ماں ہیں)۔ (حیاۃالامام الحسنؑ ۲/ ۴۵۵؛ بحار الانوار ۴۴/ ۱۷۳؛ الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد ۲/ ۲۰)

۹۔ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ تیمی۔ (قرشی، باقر شریف، حیاۃالامام الحسنؑ، ۲/ ۴۶۰. ؛ شیخ مفید، محمد بن محمد، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، ۲/ ۲۰. ؛علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۴۴/ ۱۷۳.)

۱۰۔ ام بشیر بنت ابو مسعود عقبہ بن عمر انصاری خزرجی۔ (قرشی، باقر شریف، حیاۃالامام الحسنؑ، ۲/ ۴۶۰. ؛ شیخ مفید، محمد بن محمد، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، ۲/ ۲۰. ؛علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۴۴/ ۱۷۳.)

۱۱۔ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی۔ (اس نے ہی امامؑ کو زہر دیا)۔ (قرشی، باقر شریف، حیاۃالامام الحسنؑ، ۲/ ۴۵۷. ؛ شیخ مفید، محمد بن محمد، الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، ۲/ ۱۵. ؛علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۴۴/ ۱۷۳.)

۱۲۔ ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبدالمطلب۔ (قرشی، باقر شریف، حیاۃالامام الحسنؑ، ۲/ ۴۶۰.)

۱۳۔ نفیلہ (ام ولد) یا رملہ (یہ جناب قاسم بن حسنؑ کی ماں ہیں)۔ (قرشی، باقر شریف، حیاۃالامام الحسنؑ، ۲/ ۴۶۰.)

۱۴۔ زینب بنت سُبَیع بن عبداللہ (جُرَیر بن عبداللہ بجلی کے بھائی)۔ (قرشی، باقر شریف، حیاۃالامام الحسنؑ، ۲/ ۴۶۰.)

۱۵۔ عائشہ خثعمیہ۔ (امیر المومنینؑ کی شہادت کے بعد بر بنائے شماتت آنحضرت کو خلافت کی تہنیت دینے پر طلاق دیا)۔ (ابوالحسن اربلی، علی بن عیسی، کشف الغمۃ عن معرفۃالائمۃ، ۲/ ۱۷۴. ؛ابن عساکر، علی بن حسن، تاریخ مدینۃ الدمشق، ۱۳/ ۲۵۱. ؛ شوشتری، قاضی نور اللہ، احقاق الحق، ۱۱/ ۱۵۶. ؛معروف الحسینی، ہاشم، زندگانی دوازدہ امامؑ، ۱/ ۶۰۴. ؛قرشی، باقر شریف، حیاۃالامام الحسنؑ، ۲/ ۴۵۹.)

SADA-E-ILM

۱۶۔ام رباب بنت امرء القیس بن عدی

۱۷۔صافیہ (ام ولد)

۱۸۔شہر بانو

داماد وں کی تعداد

امام حسنؑ کی ازواج کی تعداد تاریخ اور روایات کی کتابوں میں درج ذیل ہیں :

۱۔۷۰ بیویاں تھیں۔ (علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۴۴/۱۷۳.؛ ابو حامد عبدالحمید، ابن ابی الحدید، شرح نہج البلاغۃ، ۲۱/۱۶.)

۲۔۲۵۰ یا ۳۰۰ ازواج تھیں۔ (علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۴۴/۱۷۳.؛ علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۴۴/۱۶۹.)

۳۔۹۰ زوجات تھیں، (بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ۳/۲۵.)

۴۔۵۰ بیویاں تھیں۔ (قمی، شیخ عباس، منتہی الآمال، ص ۲۲۲.)

اتنی بڑی تعداد میں ازواج کا تذکرہ کرنے کے باوجود کم از کم یہی مقام و محل ہے کہ ان کی بیٹیوں کی تعداد بھی ۵۰ عدد تو ہونا ہی چاہئے اور اسی کے اعتبار سے داماد کے ناموں کا بھی تذکرہ ہونا ہی چاہئے تھا لیکن ہمیں کتابوں تلاش بسیار کے بعد صرف ۳، دامادوں کا ہی تذکرہ نام بنام ملتا ہے جنہیں ہم رقم کررہے ہیں :

۱۔جناب فاطمہ بنت حسنؑ (یعنی امّ عبداللہ) کے شوہر نامدار حضرت امام زین العابدینؑ ہیں۔

۲۔جناب امّ الحسن بنت حسنؑ کے شوہر عبداللہ بن زبیر ہیں۔

۳۔جناب امّ سلمہ بنت حسنؑ کے شوہر عمرو بن منذر ہیں۔

اب یہاں پر یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ۴۰۰ زوجات کی تعداد میں صرف ۳ بیٹیاں ہی متولد ہوئی تھیں یا پھر زیادہ سے زیادہ ۷ بیٹیاں ہوتی ہیں اور ان میں سے فقط ۳ بیٹیاں ہی شادی کرتی ہیں اور بقیہ بیٹیوں کا نام و نشان تک کتابوں میں کیوں ملتا نہیں ہے۔؟ !

اسی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مطلاق یعنی بہت طلاق دینے والے یا بہت سی شادی کرنے والے کی نسبت امام حسنؑ کی طرف دینا صحیح نہیں ہے لہٰذا آنحضرتؑ کے بہت سے فرزندوں اور دامادوں کے نام تاریخ کے صفحات پر ثبت بھی ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے جیسا کہ ہم نے درج بالا میں اشارہ کیا ہے کہ ۳، دامادوں کا ہی تذکرہ کتابوں میں ملتا ہے۔

امام حسنؑ ازواج کے دفعات اور زوجات کی تعداد کے بارے ہیں مختصراًیہاں پر تحریر کر رہے ہیں نیز ذیل کی تعداد شمار کی ہے۔

۱۔ بعض نے آنحضرتؑ کی زوجات ۳۰۰ خواتین کی تعداد کا تذکر کیا ہے۔[ابن شہر آشوب، محمد بن علی، مناقب آل ابیطالبؑ، ۱۹۲/۳.؛علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۱۶۹/۴۴.]

۲۔ بعض نے ۲۰۰، خواتین کی تعداد تحریر کیا ہے۔[مقدسی، مطہر بن طاہر، البدء والتاریخ، ۷۴/۵.]

۳۔ بعض نے ان کی ۹۰، خواتین کی تعداد رقم کیا ہے۔[علامہ مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، ۱۷۳/۴۴.؛ بلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف، ۲۵/۳.]

۴۔ بعض نے ان کی ۷۰، خواتین کی تعداد لکھی ہے۔[ابن کثیر دمشقی، اسماعیل بن عمر، البدایہ والنہایہ، ۴۲/۸.؛ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، الاستیعاب فی معرفۃالاصحاب، ۱۴۶/۱.]

امام حسنؑ مجتبیٰ کی متعدد ازواج کی حقیقت

مجموعہ: بزرگان دین کی سوانح حیات، امام حسنؑ مجتبیٰ کی ازواج کی تعداد

کبھی کبھی معاشرہ میں بعض افراد سے سنا جاتا ہے کہ امام حسنؑ مجتبیٰ کے پاس متعدد بیویاں ہوئی ہیں، اس طرح سے ہے کہ آنحضرتؑ کی بیویوں کی تعداد کئی سو عورتوں کی بیان کیا جاتا ہے! کیا یہ بات صحیح ہے یا جھوٹ اور افواہ ہے اور اس سوال کو جو کوئی بھی سنتا ہے تو فطری طور پر چاہتا ہے کہ اس کے جواب سے آگاہ ہو جائے اور اس کے جواب کا علم زیادہ تر اہلبیتؑ کی طرف سے دلائل وبراہین کے ساتھ دیا جائے تو بہتر ہے۔

صدر اسلام میں متعدد بیویاں اور جزیرۃالعرب کے ماحول میں ایک عام طور پر معمول کے مطابق انجام دینے والا امر ہوا کرتا تھا اور اسلام نے شرائط کو معین کرنے کے بعد انہیں محدود کرتے ہوئے مشخص وتائید کر دیا ہے۔

ائمہ طاہرینؑ نے بھی اس مسئلہ کو شرعی اور جائز امر کے طور پر بیان کیا ہے، خود یہ حضراتؑ بھی ان حکم سے مستثنیٰ نہیں ہوئے ہیں اور بعض اوقات تو ایک ہی زمانہ میں ایک سے زائد یعنی 4 بیویاں دائمی بیویاں اور 2 کنیزیں ہوا کرتی تھیں لیکن متعدد بیویاں رکھنے کو ایک ذریعہ و وسیلہ اسلام کی تقویت و حفاظت اور اپنی، اپنے اصحاب و دوستوں کی جان کی حفاظت کیلئے رشتہ داریاں کیا کرتے تھے۔

اگر تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو ہمیں پیغمبرؐ اسلام کی ازواج یا ائمہؑ طاہرین کی بیویاں مختلف قبائل سے ہی ہوئی ہیں اور ان سے رشتہ کرنا اسلام اور شیعیت کی مدد حاصل کرنے کیلئے ہی ہوتی رہی ہے، نہ کہ خواہشات نفسانی اور شہوت پرستی کیلئے ہوتی ہے، اس بات کی دلیل یہ ہے کہ بہت سی

ازواج پیغمبرؐ اسلام اور ائمہؑ طاہرین کی بیویاں ادھیڑ عمر کی یا پھر طلاق شدہ یا بوڑھی خواتین سے ہی ہوتی رہی ہیں یعنی خوبصورت و حسین عورتیں ہر گز نہیں تھیں اور پیغمبرؐ اسلام اور امامؑ نے سیاسی، سماجی، معاشرتی اور دیگر مصلحت کی بناپر اس طرح کی شادیاں کرتے رہے تھے۔

اسی طرح امام حسنؑ مجتبی کی بیویوں کے بارے میں چند سطریں بھی بعض زہر آلود دشمنوں کی قلموں اور کچھ مختلف خود غرض افراد نے روایت کے طور پر تحریر کیا ہے۔ جبکہ ان روایات کے اسناد تو ضعیف ہی ہیں للذا انہیں قبول نہیں کیا جا سکتا۔

مزید یہ کہ اگر امامؑ کی بیویوں کی تعداد بہت زیادہ بھی تھی تو آنحضرتؑ کی اولاد کے نام بھی زیادہ ہونے ہی چاہئے تھے، یہاں تک کہ اگر ہم آنحضرتؑ کی ہر ایک بیوی کی ایک فرزند ہی تسلیم کرلیں جو اس دنیا میں آگیا ہے تو ان کی تعداد بھی زیادہ ہی ہونا چاہئے حالانکہ ایسا ہر گز نہیں ہے اور تاریخ میں ایسا نام و نشان نہیں ملتا کہ آنحضرتؑ کے بہت زیادہ اولاد ہوئی تھیں۔

دوسرا نکتہ ان روایات کے بناوٹی اور جعلی ہونے کو اس طرح روشن کرتا ہے کہ آنحضرتؑ کے بہت ہی زیادہ دشمن تھے کہ آنحضرتؑ کو خلافت کے میدان سے باہر نکالنے کیلئے اتہام، تہمت اور مختلف الزامات لگایا کرتے تھے۔

اگر یہ بات (یعنی سو سے زائد عورتوں سے شادی کرنا) سچ اور حقیقت تسلیم بھی کرلیتے ہیں تو آنحضرتؑ کے خلاف اسی نکتہ سے فائدہ اٹھا سکیں اور آنحضرتؑ سے کہیں گے: چونکہ آپ کی بیویاں و ازواج بہت زیادہ ہیں للذا آپ خلافت کیلئے ہر گز مناسب و لائق نہیں ہیں حالانکہ ایسا کوئی بھی کلام یہاں تک کہ ان کے زمانہ کے دشمنوں نے بھی آنحضرتؑ سے ہر گز کہا ہی نہیں ہے۔

پس ان افراد نے جو بہت سی بڑی تعداد کو آنحضرتؑ کی بیویوں کیلئے نقل کیا ہے، اعتبار و اعتماد کے قابل ہر گز نہیں ہے۔

آنحضرتؑ کی زوجات کے نام تاریخ میں ذکر ہوئے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حفصہ بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر

۲۔ خاندان بنی ثقیف کی ایک خاتون

۳۔ ہند بنت سہیل بن عمرو

۴۔ خاندان علقمہ بن زرارہ کی ایک خاتون

۵۔ قبیلہ عمرو بن ابراہیم منقری کی ایک عورت

۶۔ قبیلہ بنی کلاب کی ایک عورت

۷۔ قبیلہ بنی شیبان کے خاندان ہمام بن مرہ کی ایک عورت

۸۔ خولہ بنت منظور فنزاری

۹۔ ام اسحٰق بنت طلحہ بن عبید اللہ تیمی

۱۰۔ ام بشیر بنت عقبہ بن عمرو

۱۱۔ جعدہ بنت اشعث بن قیس کندی (اس نے ہی امامؑ کو زہر دیا)

۱۲۔ ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبد المطلب

۱۳۔ نفیلہ (ام ولد) یا رملہ (یہ جناب قاسم بن حسنؑ کی ماں ہیں)

۱۴۔ زینب بنت سُبیع بن عبداللہ (جُرَیر بن عبداللہ بجلی کے بھائی)

۱۵۔ عایشہ خثعمیہ

۱۶۔ ام رباب بنت امرء القیس بن عدی

۱۷۔ صافیہ (ام ولد)

۱۸۔ شہر بانو

یہ یاد دہانی لازمی ہے کہ یہ تمام خواتین ایک ہی وقت اور ایک ہی زمانہ میں آنحضرتؑ کی بیویاں نہیں تھیں بلکہ ان میں سے بعض کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد ہی امامؑ نے بعض عورتوں سے نکاح و شادی کی ہے یا بعض کو کسی مناسبت یا ماجری کی بنا پر ہی انہیں طلاق بھی دیا ہے

عمل و صرف اللہ کیلئے

حضرت امام علی رضا علیہ اسلام نے فرمایا

صدقہ دو چاہے کم کیوں نہ ہو کیونکہ ہر چھوٹا (عمل) جو خالص خدا کیلئے انجام دیا جائے بڑا ہوتا ہے۔

وسائل الشیعہ-ج-1-ص 78

رمضان المبارک اور فلسفۂ جوع

عالی جناب مولانا سید قاسم رضا رضوی کراروی

تربیتِ نفس، تطہیرِ قلب اور سماجی بیداری کا عظیم سنگم

تمہید: ماہِ صیام کا استعاراتی حسن

کائنات کا ہر نظام کسی نہ کسی ضابطے کا پابند ہے۔ انسانی وجود، جو روح اور مادے کا مرکب ہے، اسے بھی جلا بخشنے کے لیے جہاں مادی غذا کی ضرورت ہوتی ہے، وہاں اس کی روحانی بالیدگی کے لیے "ترکِ غذا" کو ایک ڈھال بنایا گیا ہے۔ رمضان المبارک اسی تربیت کا نام ہے۔ یہ محض کیلنڈر کا ایک مہینہ نہیں بلکہ ایک ایسی بستی ہے جہاں پہنچ کر انسان اپنی مادی کثافتوں کو جلا ڈالتا ہے اور نورانی صفات سے متصف ہوتا ہے۔اس پورے عمل میں جس عنصر کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، وہ ہے "جوع" یعنی بھوک۔

فلسفۂ جوع (بھوک کا فلسفہ): ایک روحانی کیمیا

انسانی تاریخ میں جتنے بھی مذاہب گزرے ہیں، ان میں فاقہ کشی یا روزے کو روحانی ارتقا کا ذریعہ مانا گیا ہے۔ اسلام نے اس قدیم تصور کو ایک نئی جہت عطا کی ہے۔ اسلام میں بھوک "اذیت" نہیں بلکہ "تربیت" ہے۔

1. نفس کی سرکشی کا علاج:

انسانی نفس کا خاصہ ہے کہ جب اسے تمام مادی آسائشیں میسر ہوں، تو وہ سرکش ہونے لگتا ہے۔ پیٹ بھر کر کھانا شہوات کو جنم دیتا ہے اور انسان کو غفلت کی نیند سلاتا ہے۔ صوفیا کے نزدیک بھوک وہ تلوار ہے جو نفس کے سرکش گھوڑے کو قابو میں لاتی ہے۔ جب جسم کو غذا کی فراہمی رکتی ہے، تو نفس کی اکڑ ختم ہوتی ہے اور عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے۔

2. صفائے قلب اور فکری تیزی:

معدہ جب ہر وقت بھرا رہے تو عقل پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ بھوک انسان کے اندر ایک لطافت پیدا کرتی ہے۔ رمضان میں دن بھر بھوکا رہنے سے دل کی زمین نرم ہوتی ہے، جس سے ذکرِ الٰہی کی تاثیر دوچند ہو جاتی ہے۔ بھوک کی حالت میں انسان کا ذائقہ ہی نہیں، بلکہ اس کی بصیرت بھی تیز ہو جاتی ہے۔

بھوک: محرومی نہیں، بلکہ شعورِ نعمت

عام دنوں میں ہم نعمتوں کے عادی ہو جاتے ہیں۔ پانی کا گلاس، روٹی کا نوالہ اور میوے کی مٹھاس ہمیں محض ایک ضرورت لگتی ہے۔ لیکن رمضان کے طویل دن میں جب سورج کی تمازت کے ساتھ پیاس کی شدت بڑھتی ہے، تو انسان کو احساس ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی کتنی چھوٹی سی نعمت (پانی کے ایک قطرے) کا بھی محتاج ہے۔

شکر گزاری کا مآخذ: فلسفۂ جوع ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ شکر گزاری کی حقیقت پیٹ بھر کر "الحمدللہ" کہنے میں نہیں، بلکہ بھوک کی شدت میں اللہ کی عطا کی قدر کرنے میں ہے۔

بندگی کا شعور: جب انسان دسترخوان پر انواع واقسام کی نعمتیں دیکھ کر بھی ایک لقمہ نہیں اٹھاتا (صرف اس لیے کہ اس کے رب کا حکم نہیں)، تو یہ عمل اس کے اندر بندگی کا یہ احساس راسخ کر دیتا ہے کہ "میں مختارِ مطلق نہیں، میں اپنے خالق کا تابعِ فرمان ہوں"۔

جوع کا سماجی پہلو: انسانی ہمدردی کا ظہور

رمضان کا فلسفۂ جوع صرف فرد کی ذات تک محدود نہیں، بلکہ اس کے اثرات پورے معاشرے پر محیط ہیں۔ یہ بھوک امیر کو غریب کی سطح پر لے آتی ہے۔

دردِ دل کی بیداری: ایک صاحبِ ثروت شخص کبھی بھی یہ نہیں سمجھ سکتا کہ فاقہ زدہ بستیوں کے بچے رات کو کیوں روتے ہیں، جب تک کہ وہ خود بھوک کی اذیت سے نہ گزرے۔ رمضان اسے عملی طور پر اس تکلیف کا تجربہ کراتا ہے۔

مواسات اور ایثار: جب امیر اور غریب دونوں ایک ہی وقت میں بھوکے ہوتے ہیں، تو ان کے درمیان ایک جذباتی اور روحانی رشتہ قائم ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں صدقات، زکوٰۃ اور خیرات کا تناسب سب سے زیادہ ہوتا ہے۔ فلسفۂ جوع انسان کو "خود غرضی" کے خول سے نکال کر "بے غرضی" کے میدان میں لاتا ہے۔

میڈیکل سائنس اور فاقہ کشی (Autophagy)

جدید سائنس بھی اب اعتراف کر رہی ہے کہ سال میں ایک ماہ کی فاقہ کشی انسانی صحت کے لیے ناگزیر ہے۔ جاپانی سائنسدانوں کی حالیہ تحقیقات (Autophagy) کے مطابق جب انسان طویل وقت تک بھوکا رہتا ہے، تو اس کے جسم کے اندر موجود خلیے (Cells) زہریلے مادوں اور مردہ خلیوں کو کھانا شروع کر دیتے ہیں، جس سے کینسر جیسی بیماریوں کا خاتمہ ہوتا ہے اور جسمانی دفاعی نظام (Immune System) مضبوط ہوتا ہے۔ یہ اسلام کے فلسفۂ جوع کی سائنسی توثیق ہے۔

تجدید عہد اور حاصلِ مطالعہ

رمضان المبارک کا یہ مقالہ ہمیں اس نتیجے پر لاتا ہے کہ بھوک محض معدے کا خالی رہنا نہیں ہے، بلکہ یہ روح کی غذا ہے۔ جو شخص اس مہینے میں صرف کھانا پینا چھوڑتا ہے لیکن برائی نہیں چھوڑتا، اس کے حصے میں صرف پیاس اور بھوک آتی ہے۔

حقیقی روزہ یہ ہے کہ:

زبان لغو گوئی اور غیبت سے روزہ رکھے۔

آنکھ بد نظری سے روزہ رکھے۔

دل غیر اللہ کی محبت سے روزہ رکھے۔

رمضان اور سائنسی تحقیق

عصرِ حاضر کی سائنسی تحقیق، بالخصوص کیمیا (chemistry) اور طب (Medicine) نے روزے کے ان فوائد پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے جن کا تذکرہ چودہ سو سال پہلے اسلام نے کیا تھا۔ جدید سائنس اب فاقہ کشی کو "علاج" کے طور پر تسلیم کر رہی ہے۔

1. آٹوفیجی (Autophagy): جسمانی خود صفائی کا نظام

جدید طب میں روزے کا سب سے بڑا معجزہ 'آٹوفیجی' کہلاتا ہے۔ جاپانی سائنسدان یوشینوری اوسومی (Yoshinori Ohsumi) کو اسی تحقیق پر 2016 میں نوبل انعام سے نوازا گیا۔ اس تحقیق کے مطابق:

جب انسان طویل وقت (12 سے 16 گھنٹے) تک بھوکا رہتا ہے، تو جسم کے خلیات بیرونی غذا نہ ملنے پر جسم کے اندر موجود زہریلے مادوں، ناکارہ پروٹین اور مردہ خلیوں کو کھانا اور انہیں توانائی میں بدلنا شروع کر دیتے ہیں۔

یہ عمل کینسر، الزائمر اور پارکنسنز جیسی مہلک بیماریوں کے خلاف مدافعتی دیوار فراہم کرتا ہے۔ رمضان کا روزہ قدرتی طور پر اس "سیلف کلیننگ" عمل کو متحرک کر دیتا ہے۔

2. میٹابولک ری سیٹ (Metabolic Reset)

رمضان کے روزے انسانی میٹابولزم کو ایک نئی زندگی عطا کرتے ہیں:

انسولین کی حساسیت: روزہ رکھنے سے خون میں شکر کی سطح متوازن ہوتی ہے اور انسولین کی حساسیت میں اضافہ ہوتا ہے، جو ذیابیطس (ٹائپ 2) کے خطرے کو کم کرتا ہے۔

کولیسٹرول کا توازن: سائنسی مطالعہ بتاتا ہے کہ رمضان کے دوران جسم میں "برا کولیسٹرول (LDL) " کم ہوتا ہے اور "اچھا کولیسٹرول " (HDL) بڑھتا ہے، جس سے دل کی شریانیں صاف رہتی ہیں۔

3. دماغی صحت اور نیوروٹراپک فیکٹرز (BDNF)

روزہ صرف جسم ہی نہیں بلکہ دماغ کے لیے بھی اکسیر ہے۔ تحقیق کے مطابق:

بھوک کی حالت میں دماغ ایک خاص پروٹین پیدا کرتا ہے جسے BDNF (Brain-Derived Neurotrophic Factor) کہتے ہیں۔ یہ پروٹین نئے دماغی خلیات پیدا کرنے اور یادداشت کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

یہ ذہنی دباؤ (Stress) اور اضطراب (Anxiety) کو کم کرنے میں معاون ہے، کیونکہ روزہ رکھنے سے "اینڈورفنز" کی سطح متوازن ہوتی ہے جو انسان کو ذہنی سکون فراہم کرتی ہے۔

4. ہاضمے کے نظام کی بحالی (Digestive Rest)

انسانی معدہ ایک ایسی مشین ہے جو سال کے گیارہ مہینے مسلسل کام کرتی ہے۔ رمضان کا مہینہ اس مشین کی "اوورہالنگ (Overhauling) " کا وقت ہے:

روزے کے دوران معدے اور آنتوں کے غدود کو آرام ملتا ہے، جس سے ان کی کارکردگی بہتر ہوتی ہے۔

جسم کی تمام تر توانائی ہاضمے کے بجائے مدافعتی نظام (Immune System) کی مضبوطی اور خلیات کی مرمت پر خرچ ہونے لگتی ہے۔

حاصلِ کلام:

یہ جدید سائنسی حقائق اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے روزے کی صورت میں جو "بھوک" انسان پر فرض کی ہے، وہ دراصل اس کی بقا، صحت اور توانائی کی ضامن ہے۔ اسلام کا فلسفۂ جوع نہ صرف روح کی پاکیزگی ہے بلکہ یہ انسانی جسم کی بقا کا ایک جامع سائنسی نسخہ بھی ہے۔

رمضان روحانیت اور صحت کا الٰہی نظام

قرآن، معارف اہلِ بیتؑ اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں

عالی جناب مولانا سید رضی حیدر پھندیڑوی مقیم دہلی

رمضان المبارک اسلام کا وہ مقدس مہینہ ہے جس میں روزہ بطورِ عبادت فرض کیا گیا تا کہ انسان میں تقویٰ، تزکیۂ نفس اور قربِ الٰہی پیدا ہو۔ مکتبِ اہلِ بیتؑ کی روایات میں روزہ نہ صرف روحانی ارتقاء بلکہ جسمانی تطہیر اور اخلاقی استحکام کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ جدید میڈیکل سائنس بھی اعتدال کے ساتھ رکھے گئے روزے کے متعدد فوائد کو تسلیم کرتی ہے۔ اس مقالہ میں قرآنی آیات، شیعہ اثنا عشری منابعِ حدیث اور جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ایک جامع اور مربوط تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

کلیدی الفاظ: رمضان، صوم، تقویٰ، اہلِ بیتؑ، صحت، Intermittent Fasting (وقفے وقفے سے روزہ رکھنے کا طریقہ)، آٹو فجی

قرآنِ مجید رمضان اور روزے کی حقیقت کو محض ایک عبادت کے طور پر نہیں بلکہ ایک ہمہ جہت تربیتی نظام کے طور پر پیش کرتا ہے۔ روزہ انسان کے ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح کا ذریعہ ہے اور اس کے مقاصد کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے وحیِ الٰہی کی رہنمائی کو سامنے رکھنا ضروری ہے۔

مقصدِ صوم، تقویٰ الٰہی ہے چنانچہ خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (سورۃ البقرہ 183)۔ اس آیت میں روزے کا بنیادی مقصد تقویٰ بیان کیا گیا ہے۔ تقویٰ وہ باطنی کیفیت ہے جو انسان کو گناہوں سے بچاتی اور خیر کی راہوں پر گامزن کرتی ہے۔ روزہ انسان کو خواہشات پر قابو پانے کی عملی تربیت دیتا ہے، جس سے اس کے اندر ضبطِ نفس، صبر اور شعوری خدا ترسی پیدا ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ (البقرہ 184)۔ یہاں لفظ خیر اپنے اندر وسعت رکھتا ہے۔ اس میں روحانی خیر، جسمانی خیر اور اخروی کامیابی سب شامل ہیں۔ گویا روزہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر پہلو کو سنوارتا ہے اور اسے ایک متوازن شخصیت عطا کرتا ہے۔ رمضان کی عظمت کا سب سے نمایاں پہلو نزولِ قرآن ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ (البقرہ 185)۔ اسی مہینے میں وہ بابرکت رات واقع ہے جسے لیلۃ القدر کہا جاتا ہے اور جس کے بارے میں فرمایا گیا: لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ (القدر 3)۔ یہ رات روحانی ارتقاء کا نقطۂ عروج ہے اور بندے کو ہزار مہینوں کی عبادت سے بڑھ کر اجر عطا کرتی ہے۔

قرآن کے بعد ائمۂ اہلِ بیتؑ کی تعلیمات روزے کی گہرائی اور اس کی باطنی حکمتوں کو واضح کرتی ہیں۔ مصادرِ احادیث میں روزہ کو محض ظاہری عبادت نہیں بلکہ ایک باطنی انقلاب کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: الصوم جُنّة من النار (الکافی، ج 4، کتاب الصوم)۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ انسان کو گناہوں اور روحانی خطرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ یہ نفس کی سرکشی کو کم کر کے انسان کو الٰہی حدود کا پابند بناتا ہے۔

روایت میں آیا ہے: لِكُلِّ شَيْءٍ زَكَاةٌ، وَزَكَاةُ الْجَسَدِ الصِّيَامُ (من لا یحضرہ الفقیہ، ج 2، ص 75)۔ جس طرح زکوٰۃ مال کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے، اسی طرح روزہ جسم کی تطہیر اور اعتدال کا وسیلہ بنتا ہے۔ اس میں جسمانی نظم و ضبط اور باطنی صفائی دونوں شامل ہیں۔

روزہ قربِ الٰہی کا وسیلہ اور اخلاص کی آزمائش ہے۔ امام علیؑ فرماتے ہیں: فرض الله الصيام ابتلاءً لإخلاص الخلق (نہج البلاغہ، حکمت 252)۔ اس فرمان سے واضح ہوتا ہے کہ روزہ اخلاص کی آزمائش ہے۔ یہ عبادت انسان کو دکھاوے سے دور اور خلوص کی طرف مائل کرتی ہے، کیونکہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کا حقیقی علم صرف خدا کو ہوتا ہے۔

روزہ اخلاقی تربیت میں مددگار ہوتا ہے۔ امام رضاؑ سے منقول ہے: إنما أُمروا بالصوم لكي يعرفوا ألم الجوع والعطش فيستدلوا على فقر الآخرة (علل الشرائع، ج 2، باب 182)۔ اس روایت میں روزے کی سماجی اور اخلاقی حکمت بیان ہوئی ہے کہ انسان بھوک اور پیاس کا تجربہ کر کے محروم طبقات کے احساس سے آشنا ہوتا اور آخرت کی فکر میں سنجیدہ بنتا ہے۔

روزہ کے جہاں عبادی اور اخلاقی فوائد ہیں وہیں طبّی فوائد بھی کثیر ہیں۔ دورِ حاضر میں سائنس نے بھی روزے کے طبّی اثرات کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے۔ جدید اصطلاح میں اسے Intermittent Fasting (وقفے وقفے سے کھانے پینے کا نظام جس میں مخصوص اوقات میں غذا لی جاتی ہے اور باقی وقت فاقہ رکھا جاتا ہے) کہا جاتا ہے۔ متعدد تحقیقات نے واضح کیا ہے کہ اعتدال کے ساتھ رکھا گیا روزہ انسانی صحت پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔

روزہ میٹابولک صحت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ de Cabo اور Mattson (2019، New England Journal of Medicine — نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن) کے مطابق وقفے وقفے سے روزہ رکھنے سے انسولین حساسیت میں بہتری اور وزن میں کمی واقع ہو سکتی ہے۔ اس سے جسم کا میٹابولزم متوازن ہوتا ہے اور چربی کے ذخائر میں کمی آتی ہے۔

روزہ آٹوفجی (خلیاتی تجدید) کا باعث ہے۔ جاپانی سائنس دان Yoshinori Ohsumi یوشینوری اوہسومی کی تحقیق (نوبل انعام 2016) نے واضح کیا کہ فاقہ کشی خلیاتی صفائی کے عمل Autophagy خلیوں کی خود صفائی اور تجدید کا حیاتیاتی عمل کو فعال کرتی ہے، جس سے جسم کے خلیات کی تجدید ہوتی ہے اور پرانے یا مضر اجزاء خارج ہوتے ہیں۔

قلبی صحت میں روزہ اپنا کردار ادا کر کے انسانی عمر کو طولانی بنانے میں مددگار ہو سکتا ہے۔ American Heart Association امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کے جریدہ Circulation سرکولیشن (2019) کے مطابق محدود اوقات میں غذا لینے سے بلڈ پریشر اور LDL کولیسٹرول میں کمی آسکتی ہے، جس سے دل کے امراض کے خطرات کم ہوتے ہیں۔

آج کے دور میں خون میں شکر (شوگر) کی زیادتی اور انسولین کے عدمِ توازن کے مسائل تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ خاص طور پر انسولین مزاحمت — (Insulin Resistance) یعنی وہ کیفیت جس میں جسم کے خلیات انسولین کے اثر کو صحیح طور پر قبول نہیں کرتے (ٹائپ 2 ذیابیطس کی بنیادی وجوہات میں شمار ہوتی ہے۔ اس حالت میں لبلبہ (Pancreas) زیادہ انسولین پیدا کرنے پر مجبور ہوتا ہے، مگر خلیات اس ہارمون کا مؤثر جواب نہیں دیتے، جس کے نتیجے میں خون میں گلوکوز کی سطح بلند رہتی ہے۔ Journal of Translational Medicine جرنل آف ٹرانسلیشنل میڈیسن (2014) کی تحقیق کے مطابق روزہ انسولین مزاحمت میں کمی لا سکتا ہے اور ٹائپ 2 ذیابیطس کے مریضوں کے لیے مفید ہو سکتا ہے، تاہم طبّی نگرانی ضروری ہے۔

اگر رواياتِ اہلِ بیتؑ کے بیانات کا تقابلی جائزہ جدید سائنسی تحقیقات سے لیا جائے تو ایک دلچسپ ہم آہنگی سامنے آتی ہے۔ تزکیۂ نفس کو آج کی زبان میں Detoxification جسم سے مضر مادّوں کا اخراج، اخلاص و صبر کو Stress Control ذہنی دباؤ پر قابو پانا، جسم کی زکوٰۃ کو Metabolic Reset جسمانی نظامِ ہضم اور میٹابولزم کی از سر نو تنظیم اور قربِ الٰہی کو Psychological Well-being نفسیاتی و ذہنی آسودگی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ ہم آہنگی اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ شریعتِ محمدیؐ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔

روزہ کے اپنے روحانی و نفسیاتی اثرات ہیں۔ روزہ انسان کے نفس کو مہذب اور روح کو منور کرتا ہے۔ یہ عبادت صبر، ضبطِ نفس اور اخلاق استحکام پیدا کرتی ہے۔ ذہنی دباؤ میں کمی، عبادت میں انہماک اور قربِ الٰہی کی کیفیت اس کے نمایاں ثمرات ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: للصائم فرحتان: فرحۃ عند إفطاره وفرحۃ عند لقاء ربہ (الکافی، ج 4)۔ یہ روایت روزے کی دنیاوی اور اخروی مسرتوں کو ایک جامع انداز میں بیان کرتی ہے کہ روزہ دار کو ایک خوشی افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت نصیب ہوتی ہے۔

رمضان المبارک ایک جامع تربیتی و شفائی نظام ہے۔ قرآن مجید نے اسے خیرٌ لکم قرار دیا، ائمۂ اہلِ بیت علیہم السلام نے اس کی روحانی و اخلاقی حکمتوں کو بیان فرمایا اور جدید سائنس نے اس کے طبّی فوائد کی توثیق کی۔ یوں روزہ انسان کی روح، جسم اور معاشرتی کردار تینوں کو سنوارتا ہے اور اسے ایک متوازن اور باوقار شخصیت عطا کرتا ہے۔

رب کریم ہمیں ماہِ رمضان کی برکات سے بہرہ مند ہونے اور اہلِ بیت علیہم السلام کی تعلیمات پر عمل کی توفیق عطا فرمائے اور آخری حجت امام زمانہ کے ظہور میں تعجیل فرمائے۔ آمین والحمد للہ رب العالمین۔

مصادر و مراجع

سورۃ البقرہ: 183–185

سورۃ القدر: 1–5

الکافی، ج 4، کتاب الصوم

من لا یحضرہ الفقیہ، ج 2

تہذیب الاحکام، ج 4

وسائل الشیعہ، ابواب الصوم

نہج البلاغہ

علل الشرائع

جدید طبّی مصادر

1 de Cabo & Mattson (2019). NEJM (نیو انگلینڈ جرنل آف میڈیسن)

2 Longo & Panda (2016). Cell Metabolism (سیل میٹابولزم)

3 Harvie & Howell (2014). Journal of Translational Medicine (جرنل آف ٹرانسلیشنل میڈیسن)

4 American Heart Association (2019). Circulation (سرکولیشن)۔

اعمال مشترک ماہ رمضان

چاند رات کی دعاء

نبیِ کریم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاند رات کو یہ دعاء پڑھنے کو کہا:

اللهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَ الْإِيمَانِ وَ السَّلَامَةِ وَ الْإِسْلَامِ وَ الْعَافِيَةِ الْمُجَلَّلَةِ وَ دِفَاعِ الْأَسْقَامِ وَ الرِّزْقِ الْوَاسِعِ وَ الْعَوْنِ عَلَى الصَّلَاةِ وَ الصِّيَامِ وَ الْقِيَامِ وَ تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ اللهُمَّ سَلِّمْنَا لِشَهْرِ رَمَضَانَ وَ تَسَلَّمْهُ مِنَّا وَ سَلِّمْنَا فِيهِ حَتَّى يَنْقَضِيَ عَنَّا شَهْرُ رَمَضَانَ وَ قَدْ عَفَوْتَ عَنَّا وَ غَفَرْتَ لَنَا وَ رَحِمْتَنَا صحیفہ سجادیہ کی دعا نمبر44 کا پڑھنا؛

غسل کرنا؛

زیارت امام حسین (ع)؛

امامِ جعفر صادق علیہ السّلام نے اوّلِ ماہِ رمضان میں یہ دعاء پڑھنے کو کہا:

اللهُمَّ قَدْ حَضَرَ شَهْرُ رَمَضَانَ وَ قَدِ افْتَرَضْتَ عَلَيْنَا صِيَامَهُ وَ أَنْزَلْتَ فِيهِ الْقُرْآنَ هُدًى لِلنَّاسِ وَ بَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَ الْفُرْقَانِ اللهُمَّ أَعِنَّا عَلَى صِيَامِهِ وَ تَقَبَّلْهُ مِنَّا وَ سَلِّمْنَا فِيهِ وَ سَلِّمْنَا مِنْهُ وَ سَلِّمْهُ لَنَا فِي يُسْرٍ مِنْكَ وَ عَافِيَةٍ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ يَا رَحْمَانُ يَا رَحِيمُ.

روزے کی نیّت، رات کو سونے سے پہلے

نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ غَداً لِلّٰهِ تَعالىٰ (وَاجِب) قُرْبَةً إِلَى الله

روزے کی نیّت صبح کو

نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ أَلْيَوْمَ لِلّٰهِ تَعَالىٰ (وَاجِب) قُرْبَةً إِلَى الله

پورے مہینے کی نیّت اس طرح کرے:

نَوَيْتُ أَنْ أَصُومَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانْ لِلّٰهِ تَعَالىٰ (وَاجِب) قُرْبَةً إِلَى الله

افطار کے وقت کی دعاء

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ.

روایت کے مطابق ماہِ رمضان المبارک کی ہر شب میں اِس دعا کو پڑھنے سے چالیس سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور حاجیوں کی فہرست میں اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ رَبَّ شَهْرِ رَمَضَانَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ فِيْهِ الْقُرْاٰنَ وَافْتَرَضْتَ عَلٰى عِبَادِكَ فِيْهِ الصِّيَامَ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَارْزُقْنِىْ حَجَّ بَيْتِكَ الْحَرَامِ فِىْ عَامِىْ هٰذَا وَفِىْ كُلِّ عَامٍ وَاغْفِرْلِىْ تِلْكَ الذُّنُوْبَ الْعِظَامَ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُهَا غَيْرُكَ يَا رَحْمٰنُ يَا عَلَّامُ..

زاد المعاد میں لکھا ہے کہ ہر نمازِ واجب کے بعد اِس دعا کا پڑھنا بہت مفید ہے، رَسُولِ اِکرم صَلیٰ اللّٰہ علیہ وَآلہ وسَّلم نے فرمایا کہ جو شخص اِس دعا کو ماہِ مبارکِ رمضان میں ہر واجب نماز کے بعد پڑھے گا تو خداوند عالم اُس کے قیامت تک کے گناہوں کا کفارہ قرار دے گا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَا عَلِيُّ يَا عَظِيْمُ يَا غَفُوْرُ يَا رَحِيْمُ اَنْتَ الرَّبُّ الْعَظِيْمُ الَّذِىْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ وَهٰذَا شَهْرٌ عَظَّمْتَهٗ وَكَرَّمْتَهٗ وَشَرَّفْتَهٗ وَفَضَّلْتَهٗ عَلَى الشُّهُوْرِ وَهُوَ الشَّهْرُ الَّذِىْ فَرَضْتَ صِيَامَهٗ عَلَيَّ وَهُوَ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ فِيْهِ الْقُرْاٰنَ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنٰاتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ وَجَعَلْتَ فِيْهِ لَيْلَةَ الْقَدْرِ وَجَعَلْتَهَا خَيْرًا مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ فَيَا ذَا الْمَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيْكَ مُنَّ عَلَيَّ بِفَكَاكِ رَقَبَتِىْ مِنَ النَّارِ فِيْمَنْ تَمُنُّ عَلَيْهِ وَاَدْخِلْنِى الْجَنَّةَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

سید ابن طاؤس : نے حضرت اِمام جعفر صادق علیہ السلام و حضرت اِمام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ اَوّلِ ماہِ رمضان سے آخری ماہِ رمضان تک ہر واجب نماز کے بعد جو اِس دعا کو پڑھے گا اللّٰہ اُسکی دنیاوی و اُخروی تمام دلی مرادیں پوری فرمائے گا انشاء اللّٰہ اور وہ دعاء یہ ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ اَدْخِلْ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ السُّرُوْرَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِ كُلَّ فَقِيْرٍ اَللّٰهُمَّ اَشْبِعْ كُلَّ جَائِعٍ اَللّٰهُمَّ اكْسُ كُلَّ عُرْيَانٍ اَللّٰهُمَّ اقْضِ دَيْنَ كُلِّ مَدِيْنٍ اَللّٰهُمَّ فَرِّجْ عَنْ كُلِّ مَكْرُوْبٍ اَللّٰهُمَّ رُدَّ كُلَّ غَرِيْبٍ اَللّٰهُمَّ فُكَّ كُلَّ اَسِيْرٍ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ كُلَّ فَاسِدٍ مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْفِ كُلَّ مَرِيْضٍ اَللّٰهُمَّ سُدَّ فَقْرَنَا بِغِنَاكَ اَللّٰهُمَّ غَيِّرْ سُوْءَ حَالِنَا بِحُسْنِ حَالِكَ اَللّٰهُمَّ اقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

سحری کے وقت کی دعاء

يَا مَفْزَعِي عِنْدَ كُرْبَتِي وَيَا غَوْثِي عِنْدَ شِدَّتِي إِلَيْكَ فَزِعْتُ وَبِكَ اسْتَغَثْتُ وَبِكَ لُذْتُ لا أَلُوذُ بِسِوَاكَ وَلا أَطْلُبُ الْفَرَجَ إِلّا مِنْكَ فَأَغِثْنِي وَفَرِّجْ عَنِّي يَا مَنْ يَقْبَلُ الْيَسِيرَ وَيَعْفُو عَنِ الْكَثِيرِ اقْبَلْ مِنِّي الْيَسِيرَ وَاعْفُ عَنِّي الْكَثِيرَ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ اللهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ إِيمَانا تُبَاشِرُ بِهِ قَلْبِي وَيَقِينا حَتَّى أَعْلَمَ أَنَّهُ لَنْ يُصِيبَنِي إِلّا مَا كَتَبْتَ لِي وَرَضِّنِي مِنَ الْعَيْشِ بِمَا قَسَمْتَ لِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ يَا عُدَّتِي فِي كُرْبَتِي وَيَا صَاحِبِي فِي شِدَّتِي وَيَا وَلِيِّي فِي نِعْمَتِي وَيَا غَايَتِي فِي رَغْبَتِي أَنْتَ السَّاتِرُ عَوْرَتِي وَالْآمِنُ رَوْعَتِي وَالْمُقِيلُ عَثْرَتِي فَاغْفِرْ لِي خَطِيئَتِي يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.

شب قدر

آخری عشرہ

اس مہینے کا آخری عشرہ عبادت انجام دینے کے حوالے سے ایک خاص مقام رکھتا ہے اور پیغمبر اکرم (ص) اس عشرے میں مسجد نبوی میں اعتکاف کیلئے بیٹھنے کا اہتمام کرتے تھے۔[5]

آخری رات

غسل کرنا؛

زیارت امام حسین (ع)؛

سورہ انعام، کہف اور یس پڑھنا؛

100 مرتبہ أَسْتَغْفِرُ اللّهَ وَأَتُوبُ اِلَيهِ کہنا

دعاے جوشن کبیر پڑھنا

اس دعا کا پڑھنا: اَللَّهُمَّ هَذَا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أَنْزَلْتَ فِيهِ الْقُرْآنَ وَقَدْ تَصَرَّمَ وَأَعُوذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ يَا رَبِّ أَنْ يَطْلُعَ الْفَجْرُ مِنْ لَيْلَتِي هَذِهِ أَوْ يَتَصَرَّمَ شَهْرُ رَمَضَانَ وَلَكَ قِبَلِي تَبِعَةٌ أَوْ ذَنْبٌ تُرِيدُ أَنْ تُعَذِّبَنِي بِهِ يَوْمَ أَلْقَاكَ

خدایا یہ ماہ رمضان ہے، جس میں آپ نے قرآن کو نازل فرمایا اور اب یہ مہینہ ختم ہونے جا رہا ہے، میں تیری کریم ذات کی پناہ مانگتا ہوں اس رات کے ختم ہونے سے یا ماہ رمضان کے ختم ہونے سے درحالیکہ میری گناہوں اور ناشایستہ کاموں کی وجہ سے آپ مجھے عذاب میں مبتلاء کرے جس دن میں تجھ سے ملاقات کروں۔

ماہِ رمضان المبارک کہ ہر دن کی دعا

پہلے دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صِیامِیْ فِیْہِ صِیامَ الصَّائِمِیْنَ وَ قِیامِیْ فِیْہِ قِیامَ الْقٰائِمِیْنَ وَ نَبِّھْنِیْ فِیْہِ عَنْ نَوْمَةِ الْغٰافِلِیْنَ وَھَبْ لِیْ جُرْمِیْ فِیْہِ یااِلٰہَ الْعٰالَمِیْنَ وَاعْفُ عَنِّیْ یاعٰافِیاً عَنِ الْمُجْرِمِیْنَ۔

دوسری شب کی نماز:

چار رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد بیس مرتبہ اِنا انزلناہ پڑھے۔

دوسرے دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ قَرِّبْنِیْ فِیْہِ اِلٰی مَرْضٰاتِكَ وَ جَنِّبْنِیْ فِیْہِ مِنْ سَخِطِكَ وَنَقِمٰاتِكَ وَ وَفِّقْنِیْ فِیْہِ لِقِرائَةِ اٰیاتِكَ بِرَحْمَتِكَ یا اَرْحَمَ الرّٰاحِمِیْنَ۔

تیسری شب کی نماز:

دس رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد پچاس مرتبہ قل ھو اللّٰہ پڑھے۔

تیسرے دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ فِیْہِ الذِّھْنَ وَ التَّنْبِیْہ وَ باعِدْنِیْ فِیْہِ مِنَ السَّفٰاھَةِ وَالتَّمْوِیْہ وَاجْعَلْ لِیْ نَصِیْباً مِنْ کُلِّ خَیْرٍتُنْزِلُ فِیْہِ بِجُوْدِكَ یا اَجْوَدَ الأَجْوَدِیْنَ۔

چوتھی شب کی نماز:

آٹھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد بیس مرتبہ سورۂ قدر (اِنّٰا انزلناہ) پڑھے۔

چوتھے دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ قَوِّنِیْ فِیْہِ عَلٰی اِقٰامَةِ اَمْرِكَ وَاَذِقْنِیْ فِیْہِ حَلاٰوَةَ ذِکْرِكَ وَاَوْزِعْنِیْ فِیْہِ لِأَدٰاءِ شُکْرِكَ بِکَرَمِكَ وَاحْفَظْنِیْ فِیْہِ بِحِفْظِكَ وَسَتْرِكَ یا اَبْصَرَ النّٰاظِرِیْنَ۔

پانچویں شب کی نماز:

دو رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد پچاس مرتبہ سور توحید ہے اور سلام کے بعد سو مرتبہ صلوات پڑھے۔

پانچویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْهِ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ فِیْهِ مِنْ عِبادِكَ الصّالِحِیْنَ الْقانِتِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ فِیْهِ مِنْ اَوْلِیآئِكَ الْمُقَرَّبِیْنَ بِرَأْفَتِكَ یا اَرْحَمَ الرّاحِمِیْنَ۔

چھٹی شب کی نماز:

چار رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھے۔ (سورۂ توحید بھی پڑھی جاسکتی ہے)

چھٹے دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ لَا تَخْذُلْنِیْ فِیْهِ لِتَعَرُّضِ مَعْصِیَتِكَ وَلَا تَضْرِبْنِیْ بِسِیاطِ نَقِمَتِكَ وَزَحْزِحْنِیْ فِیْهِ مِنْ مُوْجِباتِ سَخَطِكَ بِمَنِّكَ وَاَیادِیْكَ یا مُنْتَهٰی رَغْبَةِ الرّاغِبِیْنَ۔

ساتویں شب کی نماز:

چار رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد اور تیرہ مرتبہ اِنَّا انزلناہ پڑھے۔

ساتویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ فِیْهِ عَلٰی صِیامِهٖ وَقِیامِهٖ وَجَنِّبْنِیْ فِیْهِ مِنْ هَفَواتِهٖ وَاٰثامِهٖ وَارْزُقْنِیْ فِیْهِ ذِكْرَكَ بِدَوامِهٖ بِتَوْفِیْقِكَ یا هادِیَ الْمُضِلِّیْنَ۔

آٹھویں شب کی نماز:

دو رکعت نماز ہے جسکی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس مرتبہ توحید اور سلام کے بعد ہزار مرتبہ سبحان اللّٰہ پڑھے۔

آٹھویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ فِیْهِ رَحْمَةَ الْأَیْتامِ وَاِطْعامَ الطَّعامِ وَاِفْشآءَ السَّلامِ وَصُحْبَةَ الْكِرامِ بِطَوْلِكَ یا مَلْجَأَ الْاٰمِلِیْنَ.

نویں شب کی نماز:

چھ رکعت نماز ہے

جو مغرب اور سونے کے درمیان پڑھی جاتی ہے

جس کی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد سات مرتبہ آیۃ الکرسی اور نماز کے بعد پچاس مرتبہ صلوات پڑھے..

نویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ فِيْهِ نَصِيْباً مِنْ رَحْمَتِكَ الْوَاسِعَةِ وَاهْدِنِيْ فِيْهِ لِبَرَاهِيْنِكَ السَّاطِعَةِ وَخُذْ بِنَاصِيَتِيْ اِلٰى مَرْضَاتِكَ الْجَامِعَةِ بِمَحَبَّتِكَ يَا اَمَلَ الْمُشْتَاقِيْنَ۔

دسویں شب کی نماز:

بیس رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں حمد کے بعد تیس مرتبہ سورۂ توحید پڑھے۔

دسویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ فِيْهِ مِنَ الْمُتَوَكِّلِيْنَ عَلَيْكَ وَاجْعَلْنِيْ فِيْهِ مِنَ الْفَائِزِيْنَ لَدَيْكَ وَاجْعَلْنِيْ فِيْهِ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ اِلَيْكَ بِاِحْسَانِكَ

گیارہویں شب کی نماز:

دو رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد بیس مرتبہ اِنَّا اعطیناک الکوثر پڑھے۔

گیارہویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيَّ فِيْهِ الْاِحْسَانَ وَكَرِّهْ اِلَيَّ فِيْهِ الْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ وَحَرِّمْ عَلَيَّ فِيْهِ السَّخَطَ وَالنِّيْرَانَ بِعَوْنِكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ۔

بارہویں شب کی نماز:

آٹھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں حمد کے بعد تیس مرتبہ اِنَّا انزلناہ پڑھے۔

بارہویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ زَيِّنِّيْ فِيْهِ بِالسِّتْرِ وَالْعَفَافِ وَاسْتُرْنِيْ فِيْهِ بِلِبَاسِ الْقُنُوْعِ وَالْكَفَافِ وَاحْمِلْنِيْ فِيْهِ عَلَى الْعَدْلِ وَالْاِنْصَافِ وَاٰمِنِّيْ فِيْهِ مِنْ كُلِّ مَا اَخَافُ بِعِصْمَتِكَ يَا عِصْمَةَ الْخَائِفِيْنَ۔

❖SADA-E-ILM

تیرہویں شب کی نماز:

چار رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد پچیس مرتبہ سورۂ توحید پڑھے..

تیرہویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِیْ فِیْهِ مِنَ الدَّنَسِ وَالْأَقْذٰارِ وَ صَبِّرْنِیْ فِیْهِ عَلیٰ كَائِنٰاتِ الْأَقْدٰارِ وَ وَفِّقْنِیْ فِیْهِ لِلتُّقیٰ وَ صُحْبَةِ الْأَبْرٰارِ بِعَوْنِكَ یٰا قُرَّةَ عَیْنِ الْمَسٰاكِینَ۔

چودہویں شب کی نماز:

چھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد تیس مرتبہ سورۂ زلزال (اِذازلزلت الأرض) پڑھے۔

چودوہیں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ لَا تُؤٰاخِذْنِیْ فِیْهِ بِالْعَثَرٰاتِ وَاَقِلْنِیْ فِیْهِ مِنَ الْخَطَایٰا وَ الْهَفَوٰاتِ وَلَا تَجْعَلْنِیْ فِیْهِ غَرَضاً لِلْبَلَایٰا وَ الْاٰفٰاتِ بِعِزَّتِكَ یٰا عِزَّ الْمُسْلِمِیْنَ۔

پندرہویں شب کی نماز:

چار رکعت نماز ہے جسکی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ حمد اور سو مرتبہ توحید اور دوسری دو رکعتوں میں حمد کے بعد پچاس مرتبہ توحید پڑھے۔

پندرہویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ فِیْهِ طٰاعَةَ الْخٰاشِعِیْنَ وَاشْرَحْ فِیْهِ صَدْرِیْ بِاَنٰابَةِ الْمُخْبِتِیْنَ بِاَمٰانِكَ یٰا اَمٰانَ الْخٰآئِفِیْنَ۔

سولہویں شب کی نماز:

بارہ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورہ حمد کے بعد بارہ مرتبہ اَلْهاكُمُ التَّكاثر پڑھے۔

سولہویں دن کی دعا:

اللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ فِیْهِ لِمُوٰافِقَةِ الابْرٰارِ وَ جَنِّبْنِی فِیْهِ مُرٰافِقَةَ الاشْرٰارِ وَاٰوِنِیْ فِیْهِ بِرَحْمَتِكَ اِلیٰ دٰارِ الْقَرٰارِ بِاِلٰهِیَّتِكَ یٰا اِلٰهَ الْعٰالَمِیْنَ۔

سترہویں شب کی نماز:

دو رکعت نماز ہے جسکی پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد جو سورہ یاد ہو اس کو پڑھے اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سو مرتبہ سورہ توحید اور سلام کے بعد سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھے۔

ستر ہویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْہِ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَ اقْضِ لِیْ فِیْہِ الْحَوَآئِجَ وَالْاٰمَالَ یَا مَنْ لَایَحْتَاجُ اِلَی التَّفْسِیْرِ وَالسُّئَوَالِ یَا عَالِماً بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعَالَمِیْنَ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ۔

اٹھارویں شب کی نماز:

۴/چار رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد پچیس مرتبہ اِنَّا اَعطیناک الکوثر پڑھے۔

اٹھارویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ نَبِّھْنِیْ فِیْہِ لِبَرَکَاتِ اَسْحَارِہٖ وَنَوِّرْ فِیْہِ قَلْبِیْ بِضِیَآءِ اَنْوَارِہٖ وَخُذْ بِکُلِّ اَعْضَآئِیْ اِلَی اتِّبَاعِ اٰثَارِہٖ بِنُوْرِکَ یَا مُنَوِّرَ قُلُوْبِ الْعَارِفِیْنَ۔

انیسویں شب کی نماز:

پچاس رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد ایک مرتبہ سورۂ زلزال (اِذازُلزلتِ الاَرضُ) پڑھے۔

انیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ وَفِّرْ حَظِّیْ فِیْہِ مِنْ بَرَکَاتِہٖ وَسَھِّلْ سَبِیْلِیْ اِلٰی خَیْرَاتِہٖ وَلَا تَحْرِمْنِیْ قَبُوْلَ حَسَنَاتِہٖ یَا ھَادِیاً اِلَی الْحَقِّ الْمُبِیْنَ۔

بیسویں شب کی نماز

آٹھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس مرتبہ سورۂ توحید پڑھے۔

بیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ فِیْہِ اَبْوَابَ الْجِنَانِ وَ اَغْلِقْ عَنِّیْ فِیْہِ اَبْوَابَ النِّیْرَانِ وَ وَفِّقْنِیْ فِیْہِ لِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ یَا مُنْزِلَ السَّکِیْنَۃِ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ یَا غَایَۃَ الطَّالِبِیْنَ۔

اکیسویں شب کی نماز

SADA-E-ILM

آٹھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس مرتبہ سورۂ توحید پڑھے۔

اکیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِیْ فِیْہِ اِلٰی مَرْضَاتِكَ دَلِیْلاً وَ لَا تَجْعَلْ لِلشَّیْطَانِ فِیْہِ عَلَیَّ سَبِیْلاً وَ اجْعَلِ الْجَنَّۃَ لِیْ مَنْزِلاً وَ مَقِیْلاً یَا قَاضِیَ حَوَائِجَ الطَّالِبِیْنَ۔

بائیسویں شب کی نماز

آٹھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس مرتبہ سورۂ توحید پڑھے۔

بائیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ فِیْہِ اَبْوَابَ فَضْلِكَ وَ اَنْزِلْ عَلَیَّ فِیْہِ بَرَکَاتِكَ وَ وَفِّقْنِیْ فِیْہِ لِمُوْجِبَاتِ مَرْضَاتِكَ وَ اَسْکِنِّیْ فِیْہِ بُحْبُوحَاتِ جَنَّاتِكَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ۔

تیئیسویں شب کی نماز

آٹھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس مرتبہ سورۂ توحید پڑھے۔

تیئیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اغْسِلْنِیْ فِیْہِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ طَھِّرْنِیْ فِیْہِ مِنَ الْعُیُوْبِ وَ امْتَحِنْ قَلْبِیْ فِیْہِ بِتَقْوَی الْقُلُوْبِ یَا مُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْمُذْنِبِیْنَ۔

چوبیسویں شب کی نماز

آٹھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس مرتبہ سورۂ توحید پڑھے۔

چوبیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِیْہِ مَا یُرْضِیْكَ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِمَّا یُؤْذِیْكَ وَ اَسْئَلُكَ التَّوْفِیْقَ فِیْہِ لِاَنْ اُطِیْعَكَ وَ لَا اَعْصِیَكَ یَا جَوَادَ السَّآئِلِیْنَ۔

پچیسویں شب کی نماز:

۸/ آٹھ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد ۱۰ مرتبہ سورۂ توحید ہے پڑھے۔

پچیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡنِی فِیۡہِ مُحِبّاً لِأَوۡلِیٰآئِكَ وَمُعٰادِیاً لِأَعۡدٰائِكَ مُسۡتَنّاً بِسُنَّةِ خٰاتِمِ اَنۡبِیٰآئِكَ یٰا عٰاصِمَ قُلُوبِ النَّبِیِّیۡنَ۔

چھبیسویں شب کی نماز:

آٹھ (۸) رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد ۱۰۰ مرتبہ سورۂ توحید پڑھے۔

سورۂ توحید ۱۰ بار پڑھیں

چھبیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اجۡعَلۡ سَعۡیِی فِیۡہِ مَشۡکُوراً وَ ذَنۡبِی فِیۡہِ مَغۡفُوراً وَعَمَلِی فِیۡہِ مَقۡبُولاً وَعَیۡبِی فِیۡہِ مَسۡتُوراً یٰا اَسۡمَعَ السّٰامِعِیۡنَ۔

ستائیسویں شب کی نماز:

۴ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد اور سورہ "تبارک الّذی بیدہ الملک" پڑھے اور اگر نہ ہو سکے تو ۲۵ مرتبہ سورہ توحید پڑھے..

ستّائیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ ارۡزُقۡنِی فِیۡہِ فَضۡلَ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ وَصَیِّرۡ اُمُورِی فِیۡہِ مِنَ الۡعُسۡرِ اِلَی الۡیُسۡرِ وَاقۡبَلۡ مَعٰاذِیرِی وَحُطَّ عَنِّی الذَّنۡبَ وَالۡوِزۡرَ یٰا رَؤُفاً بِعِبٰادِہِ الصّٰالِحِیۡنَ۔

اٹھائیسویں شب کی نماز:

۶ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں ایک بار سورۂ حمد اور ۱۰ مرتبہ آیۃ الکرسی اور ۱۰ مرتبہ سورۂ توحید اور ۱۰ مرتبہ سورۂ کوثر پڑھے، اور نماز کے بعد ۱۰۰ مرتبہ صلوات پڑھے

اٹھائیسویں دن کی دعا:

اَللّٰھُمَّ وَفِّرۡ حَظِّی فِیۡہِ مِنَ النَّوٰافِلِ وَاَکۡرِمۡنِی فِیۡہِ بِاِحۡضٰارِ الۡمَسٰائِلِ وَقَرِّبۡ فِیۡہِ وَسِیۡلَتِی اِلَیۡكَ مِنۡ بَیۡنَ الۡوَسَآئِلِ یٰا مَنۡ لاٰ یَشۡغَلُہُ اِلۡحٰاحُ الۡمُلِحِّیۡنَ۔

انتیسویں شب کی نماز:

۲ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں حمد کے بعد ۲۰ مرتبہ سورۂ توحید پڑھے..

انتیسویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ غَشِّنِی فِیهِ بِالرَّحْمَةِ وَارْزُقْنِی فِیهِ التَّوْفِیقَ وَالْعِصْمَةَ وَطَهِّرْ قَلْبِی مِنْ غَیَاهِبِ التُّهْمَةِ یَا رَحِیماً بِعِبَادِهِ الْمُؤْمِنِینَ۔

تیسویں شب:

۱۲ رکعت نماز ہے جسکی ہر رکعت میں سورۂ حمد کے بعد ۲۰ مرتبہ سورہ توحید اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ۱۰۰ مرتبہ صلوات پڑھے..

تیسویں دن کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صِیَامِی فِیهِ بِالشُّکْرِ وَالْقَبُولِ عَلَىٰ مَا تَرْضَاهُ وَیَرْضَاهُ الرَّسُولُ مُحْکَمَةً فُرُوعُهُ بِالْأُصُولِ بِحَقِّ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ الطَّاهِرِینَ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِینَ۔

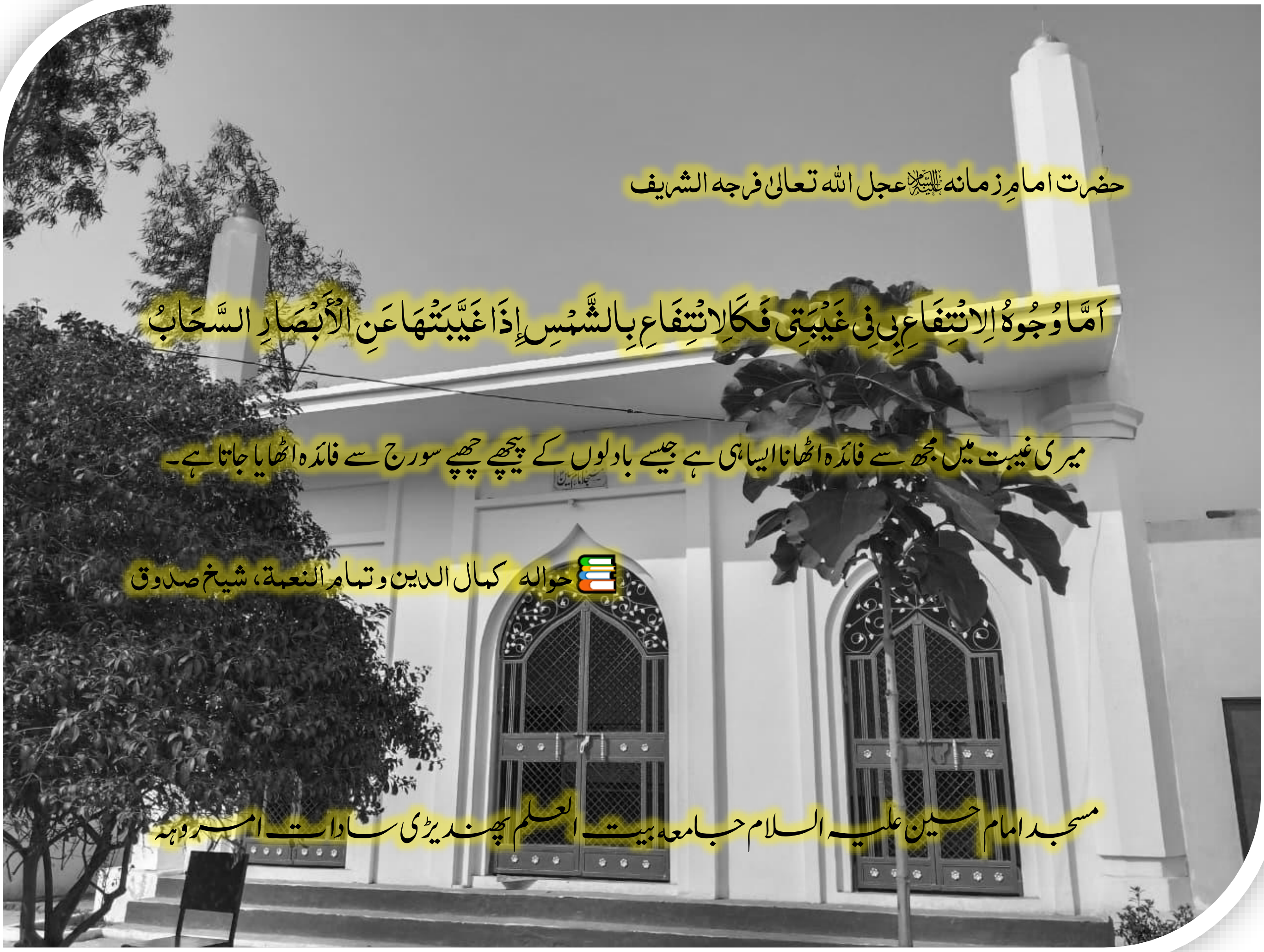

منقبت

عالی جناب مولانا شہزادا صغیر نجفی پھنڈیڈوی

گلشن سجا رہا ہے رمضان کا مہینہ
برکت لٹا رہا ہے رمضان کا مہینہ

روزہ نماز اس میں قرآن کی تلاوت
انساں بنا رہا ہے رمضان کا مہینہ

مل کر کرو عبادت اے مومنوں جہاں میں
دیکھو بتا رہا ہے رمضان کا مہینہ

قرآن کی تلاوت، مدح حسن لبوں پر
رنگ یہ دکھا رہا ہے رمضان کا مہینہ

صبحِ نسیم ہم سے کہتی ہے روز آ کر

نغمے سنا رہا ہے رمضان کا مہینہ

اٹھو سحر میں لوگوں مسجد کی سمت جاؤ

قسمت جگا رہا ہے رمضان کا مہینہ

ہر سمت ہے اجالا قرآن کے سبب سے

ہر دل کو بھا رہا ہے رمضان کا مہینہ

جو بھی گناہ سر زد تم سے ہوئے ہیں آخر

سب کو مٹا رہا ہے رمضان کا مہینہ

ہو گی مراد پوری اس ماہ میں سبھی کی

یہ غل مچا رہا ہے رمضان کا مہینہ

شہزادؔ جان و دل سے قربان جاو اس پر

رب سے ملا رہا ہے رمضان کا مہینہ

حضرت امامِ زمانہؑ عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف

اَمَّا وُجُوهُ الِانْتِفَاعِ بِی فِی غَیْبَتِی فَكَالِانْتِفَاعِ بِالشَّمْسِ إِذَا غَیَّبَتْهَا عَنِ الْأَبْصَارِ السَّحَابُ

میری غیبت میں مجھ سے فائدہ اٹھانا ایسا ہی ہے جیسے بادلوں کے پیچھے چھپے سورج سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔

حوالہ: کمال الدین و تمام النعمۃ، شیخ صدوق

جامعہ بیت العلم پھندیڑی سادات امروہہ

SADA-E-ILM

स्थायी मान्यता प्राप्ति वर्ष 2014

(राजकिय मान्यता प्राप्त)

اعلی دینی وعصری تعلیمی درسگاہ

جامعہ بیت العلم پھنڈیڑی سادات

IMAM HUSAIN
Social Welfare Trust

JAMIA BAITUL ILM
Phanderi Sadat Amroha Up India 244231
جامعہ بیت العلم
پھنڈیڑی سادات امروہہ
بانی ادارہ
مولانا سید غلام رضا زیدی

JAMIA BAITUL ILM
PHANDERI SADAT

मदरसा बैतुल इल्म

फन्देड़ी सादात, अमरोहा

مولانا سید غلام رضا زیدی